رجسٹرڈ ایل ۲۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت پیشگی عوام سے سالانہ عہ خواص اور معاونین سے ملہ ہندوستان سے باہر ۸

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی چار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد ۵	دار الامن و الامان قادیان ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء	نمبر ۳۵

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۲ ستمبر ۱۹۰۱ء

اسلام کی موجودہ حالت خود بتا رہی ہے کہ خدا تعالےٰ کوئی سلسلہ ایسا قائم کرے جو اسکو ان مشکلات سے نجات دے۔ زیرک اور دانشمند انسان کے لیے کیا یہ کافی نہیں ہے کہ جب زمین پر طیاری ہے تو آسمان پر کوئی طیاری نہ ہوگی؟ کیا مخالفوں نے اسلام کے نیست و نابود کرنے میں کوئی کمی چھوڑی ہے۔ پادریوں کی حالت دیکھو کہ انھوں نے کسقدر زور لگایا ہے ان لوگوں کے ارادے ہیں اور ان کے نزدیک وہ امن جسکو یہ امن قرار دیتے ہیں اسوقت قائم ہو سکتا ہے کہ اسلام کا استیصال ہو جاوے جو شخص قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ کا سچا نبی مانتا ہے اُسے سمجھنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے جو یہ وعدہ کیا تھا کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کیا وہ اسوقت ان بیجا حملوں کے دفاع اور دفع کرنے کے لیے اس صدی کے سر پر اپنی سنت قدیمہ کے موافق کوئی آسمانی سلسلہ قائم نہ کرتا ؟؟؟ اور پھر قرآن شریف میں جبکہ یہ صاف فرمایا ہے کہ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا تو کیا ضروری نہ تھا کہ ان تنگیوں کی جنمیں آج اسلام مبتلا ہے انتہا ہوتی ؟ اور یسر کی حالت پیدا ہوتی ؟ بے شک ضرور تھا چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ انپر غور کرنے سے ضروری طور پر سمجھ میں آتا ہے کہ اس مصیبت اور تنگی کے وقت ضرور آسمان پر ایک سامان ہو چکا ہے۔ وہ طیاری ہو رہی ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ اسلام اپنی اصلی حالت اور صورت میں نمایاں ہو اور ملل ہالکہ تباہ ہو جائیں۔ خدا تعالےٰ کی سنت قدیمہ میں سے یہ امر بھی ہے کہ وہ ظاہر نہیں فرماتا جب تک اُسکا وقت نہ آجائے مگر اسوقت ہم دیکھتے ہیں کہ تخم ریزی ہو رہی ہے ۔ اندرونی مصائب کو ہی دیکھو کہ وہ کیا رنگ لا رہے ہیں مسلمانوں میں وحدت نہیں رہی جو کامیابی کا اصل الاصول ہے خوارج ۔ شیعہ الگ ہیں حنبلی ۔ شافعی ۔ مالکی ۔ حنفی الگ ہیں صوفیوں اور مشائخ میں الگ الگ تفرقہ شروع ہے ۔ جیسا کہ چشتی ۔ نقشبندی سہروردی ۔ قادری وغیرہ فرقوں سے معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک ان فرقہ والوں میں سے بجائے خود یہ خیال کرتا ہے اور کرتا ہوگا کہ اب ہمی کا فرقہ کامیاب ہو جاویگا اور باقی سب کا نام و نشان مٹ جاوے گا حنفی کہتے ہوں گے کہ سب حنفی ہی ہو جاوینگے۔ رافضیوں کے نزدیک ابھی رفض ہی کا زمانہ ہوگا ۔ وجودی کہتے ہوں گے کہ سب وجودی ہی ہو جائیں گے ۔ اصل میں یہ سب جھوٹے ہیں کیونکہ یہ باتیں خدا تعالیٰ سے استمزاج کرکے تو نہیں کی جاتی ہیں بلکہ اپنے ذاتی اور سطحی خیالات ہیں۔ کوئی شخص خدا تعالیٰ کے ارادہ تک نہیں پہونچا ۔ خدا تعالے

اور حقیقت میں یہ ہے بھی سچ کہ جب تک مومن اس درجہ کو حاصل نہ کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی محبت کمال تک نہ پہونچے وہ ان مراتب اور مدارج کو حاصل نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے سچا مومن ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے اس درجہ کی محبت کرے کہ نہ بیٹے کی وہ محبت باپ سے ہو اور نہ باپ کی وہ محبت بیٹے سے ہو۔

جب

مومن اس درجہ کو اپنے اندر محسوس کرے تو پھر وہ درجہ پاتا ہے جس کا نام قرآن کی اصطلاح میں

محبوب الٰہی

ہے جیسا کہ ابھی اوپر کی ایک آیت میں بیان کیا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی انکو کہدو کہ اگر تم محبوب الٰہی ہونا چاہتے ہو یا اللہ سے محبت کرتے ہو پس تم میری (یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم) اطاعت کرو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالے تمھیں دوست رکھے گا۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہو کہ

میری اطاعت تمھیں محبوب الٰہی بنا دیگی

اور یہ نرا دعوی نہیں بلکہ اس کا ثبوت عرب کی تاریخ پڑھنے والے سے مخفی نہیں۔ یہ دور کی بات ہے میں تو اسوقت بھی ایک

ایک زندہ نمونہ

تمھارے سامنے پیش کرتا ہوں جس نے بڑی بڑی تحدیاں کی ہیں اور بتایا ہے کہ اس نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ محض

اتباع نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

سے حاصل کیا ہے۔ پھر چونکہ خدا تعالیٰ کے محبوب و مقرب اور مخذول و مردود الٰہی کے درمیان ایک بیّن فرق ہوتا ہے اس لیے وہ ان نشانات کو جو مقربان بارگاہ الٰہی کو ملتے ہیں اپنی صداقت کی دلیل ٹھیراتا ہے اور خدا کا محض فضل ہے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے

ان نشانات

کو دیکھا ہے اور ایک عالم نے دیکھا ہے

غرض

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اتباع بہت ہی ضروری چیز ہے۔

مگر

میں ایک بڑی فرو گزاشت کروں گا۔ اگر یہ نہ بتاؤں کہ آپ کی اتباع کی تکمیل کیونکر ہو تی ہے۔ اس کے لیے بھی خود قرآن شریف ہی نے فیصلہ کیا ہے چنانچہ اتباع کامل کے لیے خدا کی حکیم کتاب میں یوں ارشاد ہوا ہے فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یعنی تیرے رب کی قسم مومن مومن ہی نہیں ہو سکتے جب تک اپنے ہر قسم کے اختلافی امور میں تجھے حَکَم نہ بنائیں اور پھر بھی نہیں بلکہ تیرے قطعی فیصلے سے کوئی گھبراہٹ اور تنگی ان کے دل میں پیدا نہ ہو اور اس کے مقابل سر تسلیم پوری طرح جھکا کر اسے عملدرآمد کریں یہ آیت ایک عظیم الشان ذریعہ ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا۔

قومی ترقی کے دلدادوں کے لیے اس آیت میں ایک قابل غور مسئلہ اور بیان کیا گیا ہے اور اس مسئلہ پر پوری روشنی ڈالی گئی ہے جو قوم کو قوم بنانے کے لیے ضروری ہے یعنی

وحدت ارادی

کیونکہ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ کوئی قوم قوم نہیں بن سکتی جب تک اس میں وحدت کی روح نفخ نہ ہو اور وحدت نہیں ہو سکتی جب تک وحدت ارادی سے سب گردنیں

ایک روحانی لیڈر

کے آگے جھک نہ جائیں

باقی آیندہ

باقیات صالحات

۱۸ ستمبر ۱۹۰۱ء

کی شام کو جب کہ حضرت اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام حسب معمول مغرب کی نماز سے فارغ ہوکر احباب کے زمرہ میں تشریف فرما ہوئے تو باتوں ہی باتوں میں کچھ طبی تحقیقاتوں کا سلسلہ چل پڑا اور ان مغربی تجارب اور تحقیقاتوں کا ذکر ہونے لگا جو عمل جراحی کے متعلق یورپ و امریکہ والوں نے کی ہیں۔ اس کے بعد ایک شخص منشی عبد الحق صاحب بیٹیالوی نے اپنے ہاں اولاد نرینہ ہونے کے لیے دعا کی درخواست کی اس پر حضرت اقدس امام عالی مقام علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک مختصر سی لطیف تقریر فرمائی جسکو ہم اپنے الفاظ اور طرز میں ادا کرتے ہیں اور وہ یہ ہے

انسان کو سوچنا چاہیے کہ اسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ کیونکہ اسکو محض طبعی خواہش ہی تک محدود نہ کر دینا چاہیے۔ کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے۔ لیکن جب یہ ایک خاص اندازہ سے گذر جاوے تو ضرور اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اب اگر انسان خود مومن اور عبد نہیں بنتا ہے اور اپنی زندگی کے اصل منشا کو پورا نہیں کرتا ہے اور پورا حق عبادت ادا نہیں کرتا بلکہ فسق و فجور میں زندگی بسر کرتا ہے اور گناہ پر گناہ کرتا ہے تو ایسے آدمی کی اولاد کے لیے خواہش کیا نتیجہ رکھیگی؟ صرف یہی کہ گناہ کرنے کے لئے وہ اپنا ایک اور خلیفہ چھوڑنا چاہتا ہے۔ خود کونسی کمی کی ہے جو اولاد کی خواہش کرتا ہے

پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لیے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالے کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی بجائے اس کا نام باقیات سیئات رکھنا جائز ہوگا۔

لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعوی ہی دعوی ہوگا جب تک کہ خود وہ اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعوی میں کذاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بنادے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اسکو

باقیات صالحات

کا مصداق کہیں۔

لیکن

اگر یہ خواہش صرف اس لیے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور ہو اس قسم کی خواہش میرے نزدیک شرک ہے۔

یاد رکھو کسی نیکی کو بھی اس لیے نہیں کرنا چاہیے کہ اس نیکی کے کرنے پر ثواب یا اجر ملے گا۔ کیونکہ اگر محض اسی خیال پر نیکی کی جاوے تو وہ

ابتغاء لمرضات اللہ

نہیں ہو سکتی بلکہ اس ثواب کی خاطر ہوگی اور اس سے اندیشہ ہو سکتا ہے کہ کسی دن وہ اسے چھوڑ بیٹھے مثلاً اگر کوئی شخص ہر روز ہم سے ملنے کو آوے اور ہم اسکو ایک روپیہ دیدیا کریں تو وہ بجائے خود یہی سمجھے گا کہ میرا جانا صرف روپیہ کیلئے جسد ن سے روپیہ نہ ملے اسی دن سے آنا چھوڑ دے گا۔

غرض

یہ ایک قسم کا باریک شرک ہے اس سے بچنا چاہیے نیکی کو محض اس لیے کرنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ خوش ہو اور اس کی رضا حاصل ہو۔ اور اس کے حکم کی تعمیل ہو قطع نظر اس کے کہ اسپر کوئی ثواب ہو یا نہ ہو *

ایمان تب ہی کامل ہوتا ہے جب کہ یہ پیچ اور وہم درمیان سے اٹھ جاوے اگرچہ یہ سچ ہے کہ خدا تعالے کسیکی نیکی کو ضائع نہیں کرتا

ان اللہ لایضیع اجر المحسنین

مگر نیکی کرنے والے کو اجر مد نظر نہیں رکھنا چاہیے۔ دیکھو اگر کوئی مہمان یہاں محض اسلیے آتا ہے کہ وہاں آرام ملے گا۔ ٹھنڈے شربت ملیں گے یا تکلف کے کھانے ملیں گے تو وہ گویا ان اشیاء کے لیے آتا ہے۔ حالانکہ خود میزبان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ حتی المقدور ان کی مہمان نوازی میں کوئی کمی نہ کرے اور اسکو آرام پہونچاوے اور وہ پہونچاتا ہے لیکن مہمان کا خود ایسا خیال کرنا اسکے لیے نقصان کا موجب ہے تو غرض مطلب یہ ہے کہ اولاد کی خواہش صرف نیکی کے اصول پر ہونی چاہیے اس لحاظ سے اور خیال سے نہ ہو کہ وہ ایک گناہ کا خلیفہ باقی رہے۔

خدا تعالے بہتر جانتا ہے کہ مجھے کبھی اولاد کی خواہش نہیں ہوئی تھی حالانکہ خدا تعالیٰ نے پندرہ یا سولہ برس کی عمر کے درمیان ہی اولاد دیدی تھی یہ سلطان احمد اور فضل احمد قریباً اسی عمر میں پیدا ہوگئے تھے اور نہ کبھی مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ بڑے بڑے دنیادار بنیں اور اعلیٰ عہدوں پر پہونچکر ناموری حاصل کریں

غرض

جو اولاد معصیت اور فسق کی زندگی بسر کرنے والی ہو اس کی نسبت تو سعدی کا یہ فتوی ہی صحیح معلوم ہوتا ہے

کہ پیش از پدر مردہ بہ ناخلف

پھر ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور انکو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں نہ کبھی ان کے لیے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مد نظر رکھتے ہیں۔

میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لیے دعا نہیں کرتا۔

بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں ابتداء میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو انکو تنبیہ نہیں کرتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بیباک ہوتے جاتے ہیں۔ ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک لڑکا اپنی جرائم کیوجہ سے پھانسی پر لٹکایا گیا اس آخری وقت میں اس نے خواہش کی کہ میں اپنی ماں سے ملنا چاہتا ہوں جب اسکی ماں آئی تو اس نے ماں کے پاس جاکر کہا کہ میں تیری زبان کو چوسنا چاہتا ہوں جب اس نے زبان نکالی تو اسے کاٹ کھایا دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ اسی ماں نے مجھے پھانسی پر چڑھایا ہے کیونکہ اگر یہ مجھے پہلے ہی روکتے تو آج میری یہ حالت نہ ہوتی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اسلیے کہ وہ خادم دین ہو بلکہ اسلیے کہ دنیا میں انکا کوئی وارث ہو۔ اور جب اولاد ہوتی ہے تو اسکی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا نہ اس کے عقائد کی اصلاح کیجاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے یہ یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی

* فٹ نوٹ حضرت حجۃ اللہ نے ایک دفعہ تحریر فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے جس کام کے کرنیکا حکم دیا ہے اگر مجھے یہ بھی بتایا جاوے اور یقین کرایا جاوے کہ اس کام کے کرنے پر سخت سے سخت عذاب دیا جاویگا تب بھی میں اپنی روح میں کوئی لغزش نہیں پاتا کہ وہ اس کام کو چھوڑ دے کیونکہ محض عذاب یا ثواب میرے کام کی غرض نہیں ہے مجھے تو خدا تعالیٰ نے طبعی طور پر ایک جوش فطرت عطا کیا ہے جو اس کے احکام کی تعمیل کیطرف کشاں لیے جاتا ہے۔

ایڈیٹر

اُمید ہم سے کیا ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اسطرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین و اجعلنا للمتقین اماما یعنی خدا تعالیٰ ہمکو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آ سکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر ایک شے پر مقدم کرنیوالے ہوں۔ اور آگے کھولکر کہا و اجعلنا للمتقین اماما اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ اُن کا امام ہی ہوگا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔

اس مضمون کی تقریر حضرت اقدس نے بیان فرمائی۔ خدا تعالیٰ نے توفیق دی کہ ہم متقی ہوں اور پھر ہماری خواہش اولاد اس اصول پر ہو آمین

مراسلت بیعت

بحضور کے پیارے امام زمان۔ علیک الصلوٰۃ و السلام مولوی ابو الحسن صاحب کی بیعت حضور منظور فرما کر انکو مطلع فرماویں۔ یہ مولوی صاحب موصوف مولوی نذیر حسین صاحب کے مشہور شاگرد ہیں پکے موحد اور ضلع ڈیرہ غازیخان کے علاقہ میں جلیل القدر عالم ہیں انھوں نے ہاتھ سے بیعت کا خط لکھکر روانہ حضور کیا ہے۔ مولوی عزیز بخش صاحب حیران ہیں اور ہمارے شہر میں دھوم مچ رہی ہے کہ مولانا مولوی ابو الحسن صاحب جیسے عالم متبحر اور محدث کامل بھی مرزا صاحب کے مرید ہو گئے بہت سے لوگوں کو دل لگی ہے مولوی صاحب ایسی سعادت کیساتھ حضور سے بیعت ہوئی کہ ایک صبح و شام انکا وعظ ہوتا ہے مولوی صاحب کا اصلی وطن [illegible] تونسہ ہے اب چند سال سے بستی رندان علاقہ گوروالہ ڈاکخانہ مانہ تحصیل و ضلع ڈیرہ غازیخان میں سکونت اختیار کی اب تک مولوی نذیر حسین کا دم بھرتے رہے اور آج سے بفضلہ حضور کے تبع بنکے امور ات دن وفات مسیح کا ثبوت اور حیات کا رد کرتے ہیں یہاں کے مولوی ملاں سب گھبرا رہے ہیں۔

الراقم عاجز عبد اللہ
مسافر

ان کے ساتھ تین اور شخصوں نے بیعت کی ہے انکی بیعت قبول ہو

مقلدوں اور غیر مقلدوں کی نسبت حضرت امام الائمہ حکم و عدل کا فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

از طرف

عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و ایّد

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپکا عنایت نامہ پہونچا چونکہ حق میں تحقیق کا ہونا ایک لازمی امر ہے مجھے امید نہیں کہ میرے اس جواب پر ہر ایک راضی ہو سکے ہمیں کیا شک ہے کہ مدار نجات و رضامندی حضرت باری عزاسمہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الخ لیکن اس دوسری بات میں بھی کچھ شک نہیں کہ آج کل جو دو گروہ اس ملک میں پائے جاتے ہیں جنمیں سے ایک گروہ اہل حدیث یا موحد کہلاتے ہیں اور دوسرا گروہ اکثر حنفی یا شافعی وغیرہ ہیں اور وہ دونوں گروہ اپنے تئیں اہل سنت سے موسوم کرتے ہیں انمیں سے ایک گروہ نے تفریط کی راہ لی اور دوسرے گروہ نے افراط کی اور اصل منشا نبوی کو یہ دونوں گروہ اس تفریط و افراط اور غلو کی وجہ سے چھوڑ بیٹھے ہیں۔

تفریط کا طریق موحدین نے اختیار کیا ہے۔ اس گروہ نے ہر ایک طبقہ کے مسلمان و ہر ایک مرتبہ کی عقل کو اسقدر آزادی دیدی ہے جس سے دین کو بہت نقصان پہونچ رہا ہے اور درحقیقت یہی آزادی ہے فرقہ نیچریہ بھی پیدا ہو گیا ہے جن کے دلوں میں کچھ بھی عظمت سیدنا نبی علیہ السلام اور خدا کے پاک کلام کی باقی نہیں ہے۔ جسحالت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یمسہ الا المطھرون اور ایسا ہی حدیث نبوی میں بھی ہے کہ تم دیکھ لیا کرو کہ اپنے دین کو کس سے لیتے ہو پس یہ کیونکر ہو سکے کہ ہر ایک شخص جسکو ایک کامل حصہ تقویٰ کا بھی حاصل نہیں اور نہ وہ بصیرت اسکو عطا کی گئی ہے جو پاک لوگوں کو دیجاتی ہے۔ وہ جسطرح چاہے قرآن کے معنی کرے اور جسطرح چاہے حدیث کے معنی کرے بلکہ وہ بلاشبہ ضلوا و اضلوا کا مصداق ہوگا۔ اگر یہ فرقہ تقویٰ کا یہی منشا تھا کہ تمام لوگوں کو اسقدر آزادی دیجاتی تو پھر انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں تھی بلکہ خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بغیر توسط کسی انسان کے قرآن شریف نازل ہو سکتا تھا پس جبکہ سلسلہ ہدایت الٰہی کا انسانی توسط کی شرط سے شروع ہوا ہے۔ اور توسط اُن لوگوں کا جو خدا سے آنکھیں پاتے ہیں اور خدا سے دل پاتے ہیں اور خدا سے ہدایت پاتے ہیں پس ہم سمجھ سکتے ہیں کہ یہ طریق قیامت تک جاری رہیگا اسی کیطرف اشارہ وہ حدیث کرتی ہے جسمیں فرمایا گیا ہے کہ ہر ایک صدی کے سر پر مجدد مبعوث ہوگا۔ اور اسی کی طرف یہ آیہ کریمہ اشارہ فرماتی ہے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون یعنی خدا فرماتا ہے کہ میں نے اس دین کی محافظت اپنے ذمہ لی ہے۔ پس جبکہ خدا کے ذمہ اس دین کی محافظت ہے تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ محافظت کے بارے میں جو قدیم قانون خدا کا ہے اسی طریق و منہاج پر وہ دین اسلام کی محافظت کریگا و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور وہ طریق مجددین و مصلحین بھیجنے کا ہے غرض اس فرقہ نے توحید سے زیادہ بیباکی اور آزادی کا راستہ کھولا ہے بغل میں مشکوٰۃ یا بخاری یا مسلم چاہیے اور عربی خوانی کی استعداد۔ پھر ایسے شخص کو حسب اسکے خیال کے کسی امام کی ضرورت نہیں۔

اور فرقہ مقلدین اسقدر تقلید میں غرق ہیں کہ وہ تقلید بجائے بت پرستی کے رنگ میں ہو گئی ہے۔ غیر معصوم لوگوں کے اقوال حضرت سیدنا رسول اللہ صلعم کے قول کی برابر سمجھے جاتے ہیں صدہا بدعات کو دین میں داخل کر لیا ہے۔ قراءۃ فاتحہ خلف الامام اور آمین بالجہر پر یوں چڑھتے ہیں جسطرح ہمارے ملک کے ہندو گئو ماتا پر۔ خوب جانتے ہیں کہ لا صلوٰۃ الا بالفاتحہ حدیث صحیح ہے اور قرآن کریم فاتحہ ہی سے شروع ہوا ہے مگر پھر اپنی ضد کو نہیں چھوڑتے پس اس بارہ میں فیصلہ یہ ہے کہ اہل بصیرت اور معرفت اور تقویٰ اور طہارت کے قول و فعل کی اسحد تک تقلید ضروری ہے جب تک کہ بہ بداہت معلوم نہ ہو کہ اس شخص نے عمداً یا سہواً قرآن اور حدیث صحیحہ نبویہ کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ ہر ایک نظر دقائق دین تک پہونچ نہیں سکتی لا یمسہ الا المطھرون مطہر کا دامن پکڑنا ضروری ہے مگر ساتھ ہی یہ شرط ہے کہ وہ شخص بکلی ان مخترعات تقلید بیجا و زندہ ہو تا معضلات دین جو حال موجودہ زمانہ کے موافق پیش آویں اس سے حل کر سکیں اسی کی طرف اشارہ حدیث من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاہلیۃ کرتی ہے۔ اور ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم اپنے شاگردوں کے دین میں کوشش کی ہے حتی المقدور ان کو اُن سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور ان بزرگوں کے اجتہادات کو نیک ظن کے ساتھ دیکھنا چاہیے ان کا شکر کرنا چاہیے اور تعظیم اور نیکی کے ساتھ ان کو یاد

بقیہ مضمون سید تفضل حسین صاحب احمدی

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۲ جلد ۵

نمبر ۱۳ - "اور اپنا کلام اُس کے مُنہ میں ڈالوں گا" (استثنا ۱۸ : ۱۸) "اور جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا۔" دیکھیے ویسا ہی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں خدائے عزوجل فرماتا ہے ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔" ترجمہ وہ نہیں بولتا ہے اپنے نفس کی خواہش سے بلکہ وہ وحی ہے جو خدا کی طرف سے آئی۔ غور سے قرآن شریف کو دیکھیے کہ اُس میں سوائے خدا کے کوئی متکلم نہیں۔ "جو کچھ میں اُسے فرماؤں گا وہ سب اُن سے کہے گا۔" جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے بلّغ ما انزل الیک پہونچا دے جو کچھ تیری طرف اُتارا گیا۔ اور اس کی تصدیق خدا نے اس طرح فرمائی۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کمال کو پہونچایا اور اپنا فضل و نعمت تم پر تمام کیا اور راضی ہوا میں تمھارے لیے دین اسلام سے۔ اور فرمایا وتمت کلمت ربک صدقا و عدلا اور تیرے رب کی بات پوری ہوئی راستی اور انصاف کے رو سے۔ بخلاف اس کے مسیح فرماتے ہیں (یوحنا ۱۶ : ۱۲ و ۱۳) "میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمھیں کہوں۔ پر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو تمھیں ساری سچائی کی راہ بتا دیگی۔ اس لیے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ سُنے گی سو کہے گی اور تمھیں آیندہ کی خبریں دیگی۔" پس اس آیت سے بھی ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں نہ کہ مسیح

نمبر ۱۴ - (استثنا ۱۸ : ۱۹) "ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لیکے کہے گا نہ سُنے گا تو میں اُس کا حساب اُس سے لوں گا۔" اب یہاں ظاہر ہے کہ اس مواخذہ سے مواخذہ دنیاوی مراد ہے کیونکہ قیامت کا مواخذہ تو ہر نبی کی نافرمانوں کے لیے عام ہے دوسرے موسیٰ کی مماثلت کے لیے چاہیے کہ موسیٰ کے نافرمانوں کی طرح اُس نبی کے نافرمانوں سے بھی دنیاوی مواخذہ کیا جاوے۔ تو آپ ہی دیکھیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں سے کیسا کیسا بدلہ لیا گیا اور وہ کیسے نابود کیے گئے اور جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب الیم دنیا میں بھی اُن کے لیے خرابی ہے اور آخرت میں بھی عذاب سخت ہے۔ بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ یہودیوں نے انھیں مار ڈالا بقول عیسائیوں کے اور اُن کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوا اور ایک مماثلت بھی یہاں ثابت ہوتی ہے کہ جب خدا نے موسیٰ علیہ السلام کے دشمن فرعون کو ہلاک کیا تو خدا کی حمد گائی گئی (خروج ۱۵ : ۱) اسی طرح جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کا فرعون جو فرعون سے بھی کہیں بڑھ کر مخالفت پر کھڑا ہوا تھا جنگ بدر میں تھا تب ہی ذلیل و خوار ہو کر مارا گیا کیوں؟ اس لیے کہ اُس نے مثیل موسیٰ کی نہ سنی۔ تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی حمد ہے کہ اس اُمت کا فرعون مقتول ہوا۔ وہ کون تھا؟ ابو جہل۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

پبلک ٹاک

برادرم بابو محمد بخش صاحب ہیڈ ماسٹر کڑیالہ کے بیٹے کا نام جس کے پیدا ہونے کی خبر الحکم کے کسی گزشتہ اشاعت میں درج کی تھی حضرت اقدس امام علیہ الصلوۃ والسلام نے عبدالصدیق رکھا ہے۔ خدا اس مولود کو مسعود اور صدق و صفا کا مرتبہ عطا کرے آمین

سید محمد خلیل الحسن صاحب ضلع مونگھیر سے حضرت اقدس مسیح موعود و امام علیہ السلام سے خط و کتابت کرنے کے لیے حضور کا پتہ دریافت کرتے ہیں حضرت اقدس بفضلہ تعالے مقدس شہرت یافتہ ہیں کہ اگر مسیح موعود بمقام قادیان بھی لکھا ہو تو خط پہونچ سکتا ہے بہت سے خطوط کے لفافوں پر صرف مسیح ہی لکھا ہوا ہوتا ہے اور قادیان نہیں ہوتا تب بھی وہ خطوط سیدھے پہونچ جاتے ہیں۔ مگر ہم مزید اطمینان کے لیے لکھتے ہیں کہ عام خطوط پر حضرت اقدس کا پتہ اس طرح سے لکھنا چاہیے۔

قادیان۔ ضلع گورداس پور تحصیل بٹالہ ملک پنجاب۔

حضرت اقدس میرزا غلام صاحب مسیح موعود و مہدی مسعود۔

اکثر احباب ڈاکٹر رحمت علی صاحب کا پتہ پوچھتے ہیں کوئی مستقل پتہ ہم نہیں بتا سکتے ڈاکٹر صاحب نے آسن سول ریلوے سٹیشن سے ہمیں خط لکھا ہے کلکتہ پہونچ کر غالباً کوئی مستقل پتہ وہ دے سکیں۔

دار الامان کا ہفتہ

۱- حضرت اقدس مع جمیع ممبران خاندان بفضلہ تعالے تندرست ہیں۔ اور خطبہ الہامیہ کا حاشیہ لکھ رہے ہیں۔ جس علم کے معارف اور حقائق آپنے دعوی کی حقیت اور صداقت پر اس خطبہ میں لکھے جا رہے ہیں ان کی نظیر پہلی کتابوں میں نہ ملے گی۔ کل تائیدی ثبوت قرآن کریم سے دیے جا رہے ہیں اللھم اید امامنا و انصر امامنا

۲- دار الامان میں اس ہفتہ میں پشاور سے مولوی غلام حسن صاحب سب رجسٹرار اور منشی رمضان علی صاحب

ہوشیارپور سے منشی عبد الحکیم صاحب پٹیالہ سے منشی عبد الحق صاحب لودہیانہ سے میاں شہاب الدین صاحب اور سیالکوٹ سے چودھری مولا بخش صاحب ریونیو کلرک اور منشی کریم الدین صاحب مدرس لاہور سے ڈاکٹر نور احمد صاحب اور جہلم سے مولانا مولوی برہان الدین صاحب مراد آباد سے مولوی عنایت اللہ صاحب تشریف لائے اور مولوی جان محمد صاحب ہیڈ ماسٹر ڈسکہ کئی دن تک حضرت کی صحبت میں رہ کر واپس چلے گئے۔

۳- حضرت اقدس جمعہ کے سوا باقی ایام ہفتہ میں برابر سیر کو تشریف لے جاتے ہیں راہ میں سید امیر علی شاہ صاحب ملہم سیالکوٹی کی ڈائری سنتے ہیں جن کے نام سے ہمارے ناظرین واقف ہیں اور انھیں معلوم ہے کہ ہر روز آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے اور حضرت اقدس کی تائید اور تصدیق ہوتی ہے۔ سید صاحب کے یہ تمام واقعات ایک رسالہ کی صورت میں شائع ہونے کی تجویز کی گئی ہے جس کا اعلان الحکم میں ہو چکا ہے اس رسالہ کا نام واقعات فقیر تجویز فرمایا ہے۔

عموماً سیر میں ان کشوف اور رویا کا ذکر ہوتا ہے حضرت اقدس نے ان کشوف کی بنا پر . . . فرمایا کہ شاہ صاحب کو تو ایسے ہمارے تصدیق کے زنجیر پڑے ہوئے ہیں اور خدا کرے کہ اس قسم کے زنجیر سب کو پڑیں! ہم حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ انکا خاتمہ اسی ایمان پر ہوگا۔ غرض ان کشوف اور رویا پر بہت بڑی توجہ ہے اور ادھر حضرت اقدس کی اس توجہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور بڑی مسرت کا اظہار ہوتا ہے جیسا شاہ صاحب کے تازہ کشوف سے معلوم ہوتا ہے۔

۴- ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء کی صبح کو مولوی عبد الکریم صاحب نے طلبار مدرسہ تعلیم الاسلام کو ایک عام جلسہ میں جو وعظ کے لیے ہر پیر کو مدرسہ میں منعقد ہوتا ہے، خطاب کرکے یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون پر ایک لطیف وعظ فرمایا۔ جس میں انسان کی اس دنیا میں آنے کی علت غائی اور اس مقصد کو کھو دینے والے محرکات اور جذبات کی تصویر مثال کے ذریعہ کھینچکر دکھائی اور بتایا کہ جسقدر انسان پاکیزگی اور روحانیت میں ترقی کرتا جاتا ہے اور اس میں بالغ ہوتا جاتا ہے اسی قدر یہ محرکات کم ہوتی جاتی ہیں۔ عبادت کے اصل مفہوم پر لطیف تقریر فرمائی جسکو ہم اس مقام پر افسوس ہے درج نہیں کر سکتے۔

۵- مولوی محمد حسین صاحب اول مدرس عربی و فارسی کے امرتسر چلے جانے کی وجہ سے ان کی جگہ مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری جو حضرت اقدس کے ارشاد سے کشمیر میں تبلیغ کے لیے گئے ہوئے ہیں مقرر ہوئے۔

نئی تالیفات

۱- **خطبہ الہامیہ** کا حاشیہ حسب اطلاع سابق ابھی طبع ہو رہا ہے تاریخ اشاعت کی صحیح اطلاع سردست نہیں دے سکتے۔

۲- کارخانہ اخبار الحکم میں ایک جدید **قاعدہ** بچوں کو آسانی کے ساتھ قرآن پڑھانے کے متعلق طبع کیا گیا ہے جو اگلی اشاعت تک بالکل تیار ہوجائیگا انشاء اللہ تعالے۔ یہ وہ قاعدہ ہے جس پر حضرت صاحبزادہ شریف احمد صاحب حضرت اقدس کے تیسرے صاحبزادہ کو چھ مہینے میں پورا قرآن شریف پڑھا دینے میں تجربہ کیا گیا ہے۔ یہ قاعدہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے از بس مفید ہے۔

۳- ازالہ اوہام چونکہ بالکل ختم ہو گیا ہے اس لیے اس کے طبع ثانی کا انتظام کیا گیا ہے۔ چونکہ اس کتاب کی طبع پر بہت خرچ آئے گا اس لیے سردست صرف ۲۵۰ جلدیں طبع ہوں گی جو صاحب لینا چاہیں جلد اطلاع دیدیں۔

۴- قصائد عربیہ کا مجموعہ معہ ترجمہ مدرسہ کی مینیجنگ کمیٹی طبع کر رہی ہے

الحکم کے متعلق

اس ہفتہ میں منشی احمد بخش صاحب محرر کوٹھہ پٹیالہ نے ایک جدید خریدار کے لیے الحکم کا کل فائل طلب کیا۔ اور دو شخص اپنی درخواستوں پر خریدار ہوئے ہم اپنے معاونوں سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہماری معروضات پر پورا خیال کریں گے اور بہت جلد ہمیں کالم توسیع اشاعت الحکم کے اجرا کا موقع دیں گے۔ الحکم کی مزید بہتری اور خوبی اسکی کثرت اشاعت پر موقوف ہے اور وہ خریداروں کی ہمت وسعی پر۔ خدا کرے ہر ایک خریدار بجائے خود اس امر کو سوچے

۲- عام اطلاع کی خاطر لکھا جاتا ہے کہ اس سال کی اب صرف ایک ہی سہ ماہی باقی رہ گئی ہے اس لیے جن خریداروں کے ذمہ الحکم کا بقایا موجود ہے اس کا وصول ہو جانا اب ازبس ضروری ہے اس لیے اگلی اشاعت سے ہم بقایا داروں کے نام وی پی بھیجکر بقایا وصول کریں گے۔ اب کسی صاحب کو واپس کرنے کا عذر باقی نہیں رہا اگر کسی کے حساب میں کوئی امر قابل عذر ہو تو وہ وی پی پیکٹ کو امانت میں رکھکر دس دن یا اس سے بھی زیادہ ایام میں صاف کر سکتے ہیں۔ یہ اطلاع ہی آیندہ کے لیے کافی سمجھی جاوے گی کسی علحدہ کارڈ کے ذریعہ اطلاع نہیں دی جاوے گی۔ اس سے پہلے جو لوگ وی پی واپس کر چکے ہیں حرجانہ وی پی ان کے حساب میں درج کیا گیا ہے آیندہ وی پی میں وہ حرجانہ

مختلف واقعات

دخانی کارخانجات۔ ہندوستان میں آٹھ ہزار چھ سو ترانوے دخانی کارخانے جاری ہیں جن میں چھ لاکھ ساٹھ ہزار آدمی کام کرتے ہیں

روس میں قحط۔ روس میں پانچ لاکھ مربع میلوں میں قحط کی بہت سخت شکایت ہے۔ اس رقبہ میں ریلوے تو ہے۔ مگر قافلوں کی گذر کے قابل سڑکیں موجود نہیں ہیں لہذا قحط زدوں کو امداد پہونچنا مشکل ہے۔

مروجہ زبان۔ جزائر فلپائن میں فی الحال پانچ سال کے واسطے سرکاری جج۔ عدالتوں کی زبان ہسپانی قرار دی گئی ہے۔ فی الفور انگریزی زبان کو مروج کرنا قرین مصلحت نہیں خیال کیا گیا

معذرت چینی وزیر نے جاپان میں بھی حاضر ہو کر معذرت پیش کی ان سے گذشتہ کدورتیں دور کرنی مدنظر تھیں۔

ولیعہد مصر کی تولید خدیو مصر کی بیگم صاحبہ اندنوں قسطنطنیہ میں ہیں جہاں ولیعہد مصر تولد ہوے ہیں۔

ڈاکو کی گرفتاری بمبئی کا مشہور ڈاکو مسمی مالیہ ولد پالیہ المعروف راجہ پرتاب پور واقعہ ضلع خاندیش میں پکڑا گیا۔

تعلیمی اصلاح۔ ٹراونکور میں تعلیمی اصلاحیں کی گئی ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ طلبا گیارہ سالوں کی پڑھائی کے بعد امتحان انٹرنس میں داخل ہو سکیں گے اور تعلیم بذریعہ دیسی زبان دی جائے گی۔

مقدمہ بلوہ گیا کے مقدمہ بلوہ میں جن بیس ملزموں کو عمر کی قید ہوئی تھی ان میں سے چار ملزم بری ہوے چار کی سزا کم کی گئی۔ اور صرف ایک کی سزا بحال رہی۔

افسوس ہندوستان میں پانچ برس سے لے کر نو برس کے عمر کی لاکھہ سولہ ہزار سات سو کتخدا منکوحہ لڑکیاں ہیں جنمیں سے ایک لاکھ ستر ہزار بیوگان ہیں

اپناٹک علاج۔ فرانس میں بعض لوگوں نے مسمریزم اور اپناٹزم سے علاج کرنے کے مطب کھولے ہیں۔ علاج کے اس طریقہ میں بعض وقت حیرت انگیز کامیابی ہوئی ہے۔ قدرت کا ایک اسرار انسان پر کھل گیا ہے۔ جس کی ایک نظیر یہ ہے کہ فرانس کے قصبہ بیوس اولنٹی میں ایک عورت چار سال سے مرض اعصاب میں مبتلا تھی جس کا اسکو بار بار دورہ ہوتا تھا حتی کہ ایک سال سے صاحب فراش ہو رہی تھی اور اسقدر نحیف اور لاغر ہو گئی تھی کہ اُس کی شکل کو دیکھنے سے دہشت پیدا ہوتی تھی اور کھانا مطلق ہضم نہیں ہوتا تھا۔ آخرکار ڈاکٹر باریو کو جو اس فن میں طاق تھے طلب کیے گیے اُنھوں نے ایک چمکدار گولہ اس عورت کے ہاتھ میں دیا۔ اور جب اس پر خواب کی حالت طاری ہوئی تو اسکو حسب ذیل احکام دیے۔ "میڈم تو ایک سال سے بستر سے نہیں اٹھہ سکتی۔ اور نہ ہی تمکو کھانا ہضم ہوتا ہی لیکن آج میں تمکو حکم دیتا ہوں کہ دس منٹ کے اندر بستر سے نیچے جاوٗ۔ نیا لباس پہنو۔ اور اپنے گھر والوں کے ساتھہ بیٹھکر کھانا کھاوٗ۔ اور کھانے کو ہضم کرو۔ تمہارا معدہ اسکو قبول کریگا تمہاری ہمشیرہ تمہارے ساتھہ ملاقات کرنا چاہتی ہے۔ ریل پر سوار ہو کر اسکو ملنے جاوٗ۔ اور سٹیشن کو جاتے ہوے رستہ میں مجھے ملتے جاوٗ"۔ یہ کہکر ڈاکٹر اور مریضہ کا شوہر باہر چلے گئے اور عورت پانچ منٹ کے بعد بستر علالت سے اٹھی اور دس منٹ میں بغیر کسی سہارے کے بالاخانہ سے نیچے اُتری۔ اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھہ کھانے میں شریک ہوئی اور پھر ریل پر سوار ہو کر اپنی ہمشیرہ کو ملنے گئی۔ اس کے بعد ڈاکٹر نے چوبیس مرتبہ مریضہ پر یہ عمل کیا اور وہ بالکل تندرست ہو گئی۔

رسیدی ٹکٹ۔ ہندوستان کے تجارتی حلقوں میں اسبات پر زور دیا جاتا ہے کہ آیندہ رسیدوں پر ڈاک کے ٹکٹ چسپاں کرنے کی اجازت ملنی چاہیے جو ہر جگہ آسانی دستیاب ہو سکتے ہیں۔

دیاسلائیاں اسوقت چار ملک ہندوستان کو دیاسلائیاں بہم پہونچاتے ہیں۔ یہ جاپان سویڈن۔ بلجیم۔ سٹریٹ سیٹلمنٹ ہیں جاپان سے دس لاکھہ سے لیکر چودہ لاکھہ روپیہ کی۔ اور سٹریٹ سیٹلمنٹ سے دس لاکھہ روپیہ کی ڈبیاں آتی ہیں۔

کھجوروں کی کاشت مسٹر سڈنی پریسٹن چیف انجنیر پنجاب نے اس صوبہ کے مختلف اتہاری حصوں میں عمدہ کھجوروں کے درخت لگانے کا تجربہ کیا ہے۔ مگر نتیجہ اطمینان بخش ثابت نہیں ہوا۔ کیونکہ پھل پکنے سے پہلے ہی گر پڑتا ہے۔ نہر سرہند پر یہ درخت خوب پھولے ہیں۔ اور خوشنما دکھائی دیتے ہیں۔

معدنی پیداوار پنجاب کی رپورٹ معدنیات سے واضح ہوتا ہے کہ اضلاع جہلم اور راولپنڈی میں سونا تھوڑی سی مقدار میں ملتا ہے۔ لوہا۔ ضلع شملہ میں پایا جاتا ہے پچھلے سال مٹی کا تیل اضلاع راولپنڈی اور بنوں کی کانوں سے گیارہ سو چار گیلن نکلا ضلع جہلم میں کوئلہ کی تین کانوں میں سے ایک کان واقع بہاگن والا بند کی گئی۔

سزائے قصاص گورہ فوج کے ایک سپاہی مسمی ڈرمنڈ کو اپنے ایک ساتھی مسمی ڈیوان کاربول کو ہلاک کرنے کے جرم میں ہائیکورٹ الہ آباد نے پھانسی کی سزا دی۔

اخبارات کو آزادی شہنشاہ روس نے ایک فرمان جاری کیا ہے جسکی رو سے اخبارات کو بہت پابندیوں سے رہائی دیگئی ہے جو شاہ الگزنڈر دوم کی ہلاکت کے وقت اُنپر عاید کی گئی تھیں۔ یہ ایک بہت

بھاری ترقی ہے جس کی اس ملک میں بہت ضرورت تھی۔

وزارت میں تبدیلی۔ ایک فرانسیسی اخبار نے مشہور کیا ہے کہ ٹرکش وزیر اعظم رفعت پاشا نے بوجہ پیرانہ سالی دو دفعہ سلطان المعظم کی خدمت میں استعفا بھیجا تھا جو دونوں دفعہ نامنظور ہوا تھا۔ تاہم خیال ہے کہ ٹرکش وزارت میں عنقریب انقلاب پیدا ہونیوالا ہے

چندہ حجاز ریلوے۔ حضور نظام بوجہ طاعون حسب معمول اپنے خرچ سے حاجیوں کو حج کے واسطے روانہ نکر سکے اسطرح جو رقم ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کی بچی وہ حجاز ریلوے کی فنڈ میں شامل کرنے کے واسطے چیف کمیٹی کے پاس بھیجی گئی ہے۔

جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کی درخواست ارجنٹائن واقعہ جنوبی افریقہ کے ترکوں نے سلطنت عثمانیہ سے درخواست کی ہے کہ ان کے مفاد کے واسطے اس علاقہ میں ایک ٹرکش کونسل مقرر کی جاوے۔

امیر صاحب کا وظیفہ۔ امیر صاحب کابل کو جو چھ لاکھ سالانہ وظیفہ برٹش گورنمنٹ سے ملتا ہے۔ اس کی نسبت اخبار انگلش مین لکھتا ہے کہ ہز ہائنس اس رقم کو ہمیشہ ہندوستان میں رہنے دیتے ہیں اور جو سامان ہندوستان یا ولایت سے خرید کرتے ہیں اس میں خرچ کیا جاتا ہے چنانچہ یکم اپریل سے لیکر اسوقت تک چودہ لاکھ کے چک وصول ہوچکے ہیں اب کوئی بہت بڑی رقم باقی جمع نہیں رہی

چینیوں کی حماقت رسالہ انڈین میڈیکل گزٹ میں میجر ٹامسن صاحب لکھتے ہیں کہ جب یہ پیکن کے شفاخانہ میں انچارج تھے ایک قلی ہسپتال میں لایا گیا جس کا پاؤں ایک بہت بھاری شہتیر کے گرنے سے کچل گیا تھا۔ اور وہ عملی جراحی سے بڑی کامیابی کے ساتھ کاٹا گیا تھا۔ اور مریض کو بہت جلد آرام ہو رہا تھا اور عنقریب ہسپتال سے نکلنے کو تھا کہ ایک دن اتفاق سے اس کی ماں ہسپتال میں آئی اور اسکو ایسا کھانا کھلا گئی کہ یہ بیچارہ چند منٹ میں چل بسا۔ بچا ہوا کھانا کتے کے آگے پھینکا گیا وہ بھی وہیں چت ہوا۔ جس سے قیاس پیدا ہوا کہ کھانے میں سنکھیا ملایا گیا ہوگا۔ اور جب تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے بیٹے کو اس لیے ہلاک کر گئی کہ چینیوں کے عقیدہ کے مطابق لنگڑے آدمی بہشت میں نہیں جا سکتے

خدا کی قدرت پچھلے دنوں ہانگ کانگ میں آتشزدگی سے بہت جانیں ضائع ہوئیں تھیں۔ اور چند مکان منہدم اور مسمار کرنے پڑے تھے آخر کئی روز تک ملبہ صاف ہوتا رہا تو نیچے سے ایک چینی لڑکا برآمد ہوا جو درزیوں کے کارخانہ میں کام سیکھا تھا۔ یہ پانچ دن اور رات مٹی میں دبا رہا اور اسکو مطلق کوئی چوٹ نہیں لگی تھی البتہ مارے بھوک کے سخت بیتاب تھا۔ مگر جان بچ نکلی۔ حالانکہ اس سے کچھ فاصلہ پر چند لاشیں پڑی تھیں جن کی بدبو سے کچھ صدمہ کو آتا تھا اور پاس ہی ایک گیس پائپ کے پھٹنے سے دم بند کرنے والی بھاپ نکل رہی تھی

روانگی افریقہ نقلبندیوں اور سلوتریوں کا دوسرا دستہ حال ہی میں بمبئی سے جنوبی افریقہ کو روانہ ہوا۔ نوشہرہ جہاز میں جو ان کو لیگیا ہے ایک کوٹ دفعدار آٹھ وٹرنری اسسٹنٹ تینتیس سوار سلوتری اور پچیس شاگرد پیشہ نقلبند سوار تھے۔

چاقو رکھنے کی ممانعت آسٹریا میں چاقو لے کر باہر نکلنا قانوناً منع ہے تمام شراب خانوں کے چاقو کند کر دئیے جاتے ہیں تاکہ کوئی بحالت نشہ اسے نقصان نہ پہونچا سکے

تمباکو کی پیداوار دنیا میں کئی لاکھ ایکڑ زمین پر تمباکو بویا جاتا ہے جس سے ہر سال ساڑھے آٹھ لاکھ ٹن تمباکو پیدا ہوتا ہے۔

توبہ۔ نیو جرسی میں ایک درزی کا ساڑھے تین ماہ کا بچہ ایک من سینتیس سیر وزن میں ہے۔

نئی تحقیقات بیاہے ہوئے لوگ بہ نسبت کنواروں کے زیادہ مجرم پائے جائینگے۔

سمجھدار کتا ولایت کے مخدرٹ بٹس کے نامہ نگار کا کتا نہایت ہی سمجھدار ہے یہ ہر ہفتہ اپنے مالک کے مضمون دفتر ٹٹ بٹس میں پہونچاتا ہے اور اخبار مذکور کی کاپی منہ میں دبا کر اپنے مالک کے پاس پہنچایا کرتا ہے۔ اور جب دفتر والے دل لگی سے کوئی دوسرا اخبار اس کے منہ میں دیتے ہیں تو یہ پھینک کر انھیں بھونکتا ہے۔

شاہی محل شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے حسب ذیل شاہی محل ہیں بکنگھم پیلیس سینٹ جیمس پیلیس۔ ونڈسر کیسل۔ ہملٹن پیلیس۔ آسبورن ہیڈ سکم کیسل اور ہولی روڈ پیلیس۔

عظیم کارخانہ شکر فیلیڈیلفیا واقعہ امریکہ میں ایک کمپنی مسٹر کلاس اسپرکلس نے کارخانہ شکر قائم کیا ہوا ہے جس میں دو ہزار سے زیادہ آدمی کام کرتے ہیں

شملہ سے اترائی حضور ویسرائے ۲۸۔ اکتوبر کو شملہ سے رخصت فرما ہوکر ۱۲۔ دسمبر کو رونق افروز کلکتہ ہوں گے۔

سرقہ کا پتہ لکھنؤ اور امرتسر کے مابین کمپنی پارسلوں کی چوری کا پتہ مل گیا ہے۔ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کا ایک ملازم گرفتار کیا گیا ہے جس نے لمبی چوڑی سازشوں کا سراغ بتایا اور زیر بحث پارسلوں سے چاندی نکالی گئی تھی۔

شکر ہے ہانگ کانگ اور قسطنطنیہ طاعون سے پاک صاف قرار دیے گئے ہیں

یادگاری فنڈ مسٹر جسٹس رینڈے کی یادگار کے واسطے بمبئی میں جو فنڈ جمع ہو رہا ہے اب اس کی مقدار دس ہزار روپیہ سے بڑھ گئی ہے۔

قادیان مطبع انوار احمدیہ میں شیخ یعقوب علی تراب الحکم کے اہتمام سے چھپا

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز اگزیمینرون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کے یونیورسٹی کے سندیافتہ ڈاکٹرون نے بعد از تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ۔ ضعف ۔ بصارت ۔ تاریکی چشم ۔ دھند جالا ۔ پڑوال ۔ سفیدہ پھولا ۔ سبل ۔ سرخی ۔ ابتدائی موتیابند ۔ ناخنہ ۔ پانی جانا ۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضون پر یہہ اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین ۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھتی ہے اور عینک کی بھی ضرورت نہیں رہتی بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاوین ۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہو مبلغ ۲ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۲ خاص ممیرانی ماشہ عہ روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ہر خریدار کے ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین (ترکیب استعمال) سرمہ بغرض حفاظت وتقویت بینائی صرف ایک دن مین استعمال کرنا چاہیے کھانے پینے مین کسی قسم کا پرہیز نہیں ۔ برائے دفعہ امراض چشم دن مین دو دفعہ استعمال کرنا چاہیے ہر ایک قسم کی نشہ دینے والی اشیا اور گرم مصالحہ جات اور اشیا ترش سے پرہیز لازمی ہے جہانتک ہوسکے دوائی مذکور کو ہوا سے محفوظ رکھنا چاہیے ترکیب استعمال ممیرا بحساب ایک رتی خالص ممیرا دو تولہ مصری کھرل قسم کے سرمہ مین حل کرکے دن مین دو مرتبہ استعمال کرین (نوٹ) اگر مصری سرمہ دستیاب نہ ہوسکے تو اس کا خاص بحساب ۳ رتی تولہ منگوا سکتے ہین (پرہیز) ترش گرم اور نشئی اشیاء سے پرہیز لازمی ہے نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا۔

المشتہر

پروفیسر میاں غلام ملو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے)

حضرت اقدس مسیح موعود کا مبارک خط

مشفقم سردار صاحب ۔ مدت کچھ عرصہ گذرا ہے کہ آپ سے ایک تولہ سرمہ منگوایا تھا وہ ختم ہوگیا وہ سرمہ ضرور سے خرچ ہوا ۔ لوگون نے فائدہ بیان کیا اب میرے گھر مین چند عوارض یعنی کدورت نظر و پانی جانے کی وجہ سے ضرورت ہے شاید اس سرمہ سے فائدہ ہو ۔ یہہ پہلا موقع ہے کہ مین اپنی ذاتی غرض کے لئے سرمہ طلب کرتا ہون ۔ آپ براہ مہربانی ایک تولہ سرمہ ذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال فرماوین ۔

راقم

مرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور

خراب ہوگیا تھا وہ بھی درست ہوتا جاتا ہے مین دور کے آدمی کو پہچان نہیں سکتا تھا اب دور کی چیز اچھی طرح سے دیکھ سکتا ہون ۔ اور اخبار بھی پڑھ سکتا ہون ایک تولہ سفید سرمہ ممیرا کا بذریعہ قیمت طلب پارسیل اور بھیجدین ۔ ۲ مارچ ۱۹۰۱ء

راقم ڈاکٹر ہیرا رام پنشنر

مقام بالاکوٹ ضلع ہزارہ

تحصیل مانسہرہ

بعد تسلیم واضح ہو کہ مین نے جناب سے ۔ سفید ممیرا کا منگوایا تھا استعمال سے بہت ہی مفید پایا کئی آدمیون کے پھولے دور ہوگئے خود مجھکو پڑوال بیماری تھی ۔ وہ سرمہ کے استعمال سے جاتے رہے ۔ اور کار بینائی وآنکھ کا دیدہ بالکل

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے پنجاب بنک مین اسی مطلب کے لئے ۱ مارچ ۱۹۰۱ء مین جمع کیا گیا ہے

(غلام غوث فضل الٰہی کلانور ضلع گورداسپور سے طلب کرو بکفایت ملینگے)

(اشتہار ۔ پیرانڈے ۔ ازاربند سیج بند وغیرہ ریشمی شیخ

(اللہ بخش پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپا)

خدا کے ارادے وہی ہیں جو قرآن شریف سے
ثابت ہیں جو ظلم اسوقت کتاب اللہ پر اندرونی
یا بیرونی طور پر کیا گیا ہے جو **فرقہ** اس
ظلم کا انتقام لینے والا اور کتاب اللہ کے
جلال اور عظمت کو ظاہر کرنیوالا ہوگا وہی
خدا سے تائید پائے گا اور اسی کی کامیابی
خدا کے حضور سے مقدر ہے جو اس ظلم
کی اصلاح کرے گا۔ خواہ اس فرقہ کا کوئی نام ہو۔
اگر وہ فرقہ دین کے لئے غیرت رکھتا اور کتاب اللہ کی
عزت کے لئے اپنے ننگ و نام کو کھوتا ہے تو اسوقت ایک
نصرت اور بصیرت کے ساتھ خود بخود روشن
ہو جائے گا کہ یہی خدا تعالےٰ سے مدد
یافتہ ہے جو کچھ اس زمانہ میں پھیلا ہوا ہے
اس کی بابت کچھ نہ پوچھیے بہت سے
چور اور ڈاکو نقب زنی کر رہے ہیں اور
ایک خطرناک سازش اسلام اور نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم اور کتاب اللہ کی خلاف
کی جاتی ہے مگر یہاں کچھ فکر ہی نہیں اندرونی
مفاسد نے مخالفوں کو موقعہ دیدیا ہے
کہ وہ متاع اسلام کے لوٹ لینے میں دلیر
ہو جائیں۔ میری رائے میں اندرونی مفاسد
میں سے بہت کچھ حصہ تو **علما** کے باعث سے
پیدا ہوا ہے اور کچھ حصہ اُن لوگوں کی
غلطیوں کا ہے جو اپنے آپ کو موحد کہلاتی
ہیں اور انھوں نے نری خشک لفاظی
کا نام اسلام رکھ چھوڑا ہے اور وہ ابھی آگے
نہیں بڑھتے انھوں نے فیصلہ کر رکھا ہے
جیسا عیسائیوں یا اور باطل پرستوں نے مان
رکھا ہے کہ خدا کی طاقتیں پیچھے رہ گئی ہیں
اور آگے نہیں ہیں گویا جو کچھ ان کے ہاتھ
میں ہے وہ نرے قصے اور کہانیاں ہی ہیں
جن میں حقیقت کی روح اور زندگی کا کوئی
نشان باقی نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں
میں یوں کہو کہ انھوں نے اسلام کا یہ منتر
اور خلاصہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے
کہ صرف منقولوں کی پیروی کرو اور کچھ نہیں۔
جسقدر یہ ظلم اسلام پر کیا گیا ہے نہ کسی کی
نظیر اپنے رنگ میں بہت ہی کم ملے گی
کیونکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب تھا
اور ہے جو ہر زمانہ میں **زندہ مذہب**
کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے نشانات
مردہ مذاہب کی طرح پیچھے نہیں رہ گئے
بلکہ اس کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں۔ مگر
ان خشک موحدوں نے اسکو بھی مردہ
مذاہب کے ساتھ ملانے کی کوشش کی
جبکہ اس کے انوار و برکات کو ایک وقت
خاص تک محدود کر دیا۔ ابتدا میں جب
اس فرقہ نے سر نکالا تو بعض طبیعت رسا
والے بھی ان کے پاس آتے تھے مگر یہ
خیال پیدا نہ ہوا کہ ان کا تفصیل تو پڑتال
کر کے دیکھیے کہ ان کے پاس ہے کیا؟
جب خوب غور اور فکر سے انکی جانچ
کی گئی۔ تو آخر یہی نکلا۔ کہ ان کے پاس بجز رفع یدین
یا آمین بالجہر یا سینہ پر ہاتھ باندھنے کے اور ایسی
ہی چند جزئی باتوں کے اور کچھ نہیں اور
وہ اسی پر زور دیتے رہے کہ مثلاً امام کے
پیچھے فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیے قطع نظر اس
کے کہ اس کے معانی پر اطلاع ہو یا نہ ہو۔
محمد حسین قریبا بیس برس تک اپنے رسائل
میں انھیں مسائل پر زور دیتا رہا لیکن آخر ماحصل
یہی نکلا کہ اس پر گوئی میں کوئی روحانیت نہیں ہے۔
میری رائے میں **آئمہ اربعہ**
ایک برکت کا نشان تھے اور انہیں روحانیت
تھی کیونکہ روحانیت تقویٰ سے شروع
ہوتی ہے اور وہ لوگ درحقیقت متقی
تھے اور خدا سے ڈرتے تھے اور ان کے
دل کلاب الدنیا سے مناسبت نہ رکھتے تھے

**یاد رکھو یہ تقویٰ بڑی چیز ہے
خوارق کا صدور بھی تقویٰ
ہی سے ہوتا ہے اور اگر خوارق
نہ بھی ہوں پھر بھی تقویٰ سے
عظمت ملتی ہے تقویٰ ایک
ایک ایسی دولت ہے کہ
اس کے حاصل ہونے سے
انسان خدا تعالیٰ کی محبت
میں فنا ہو کر نقش وجود مٹا
سکتا ہے کمال تقویٰ کا
یہی ہے کہ اس کا اپنا وجود**
ہی نہ رہے۔ اور صیقل زدم آنقدر کہ
آئینہ نماند کا مصداق ہو جاوے
اصل میں یہی توحید اور یہی وحدت وجود
تھی جس میں لوگوں نے غلطیاں کھا کر
کچھ کا کچھ بنا لیا ہے۔ یہ کیا دین اور
تقویٰ ہے کہ ایک ضعیف انسان اور
بیچارہ بندہ ہو کر خدائی کا دعویٰ کرے
اس سے بڑھ کر کیا گستاخی اور شوخی
ہو سکتی ہے کہ انسان خدا بنے اور خدا
کے بھید اور اسرار کا جاننے کا مدعی بنے
وجودیوں کی مثال ایسی ہے جیسے ڈاکٹر
انسان کی تشریح کرتا ہے اور اس کے
دل و گردہ و جگر کے بھید معلوم کرتا ہے
اسی طرح وجودی نے خدا کا بھید
معلوم کرنے کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ
نری غلطی اور گستاخی ہے یہ لوگ اگر
خدا تعالےٰ کی عظمت و جبروت سے
ڈرنے والے ہوتے اور ان کے دل میں
خدا کا خوف ہوتا تو اُن کے لیے صرف
لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ
ہی کافی تھا۔ اور **لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ**
ہی بس تھا مگر جو شخص خدا کے وجود میں
آگے سے آگے ہی چلا جاوے تو حیا کا
نام نہیں ہے۔ وجودی مذہب والوں
نے کیا بنایا*؟ انھوں نے کیا معلوم کیا
جو ہم کو معلوم نہ تھا؟ بنی نوع کو انھوں
نے کیا فائدہ پہونچایا؟ ان ساری باتوں کا
جواب نفی میں دینا پڑے گا۔

---

* **نوٹ** بناتے تو کیا خاک اُلٹے خرابی میں
پڑ گئے کیا اچھا ہوتا کہ اگر یہ وجودی بجائے
وحدۃ وجود کے کثرت وجود کا عقیدہ رکھتے
اور خدا بننے کی کوشش نہ کرتے بلکہ مسیح بننے
کی کوشش کرتے تاکہ یہ شرک عظیم جو دنیا میں پھیل
رہا ہے کچھ تو گھٹتا اور ۴۰ کروڑ تو نہیں تو
جو رات دن ربنا المسیح پکارتے ہیں کسی قدر
گھٹتی کہ دنیا میں کتنے مسیح ہو چکے اور
ہیں اور ہوں گے اور قرآن کریم نے اس
شرک عظیم کے توڑنے کے لیے مسیح ابن مریم کا
دروازہ کھول دیا ہے چنانچہ سورہ تحریم کی آخر
کی آیات بوضاحت تمام کہہ رہی ہیں کہ پہلے
زمانہ میں ایک ہی مسیح تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ

اگر کوئی ضد اور ہٹ سے کام نہ لے تو ذرا بتائے کہ تو سہی کہ خدا تو محبت اور اطاعت کی راہ بتاتا ہے چنانچہ خود قرآن شریف میں اُس نے فرمایا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ اور فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ۔ پھر کیا دنیا میں کبھی یہ بھی ہوا ہے کہ بیٹا باپ کی محبت میں فنا ہو کر خود باپ بن جاوے باپ کی محبت میں فنا تو ہو سکتا ہے مگر نہیں ہو سکتا کہ باپ ہی ہو جاوے۔ یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ فنا ر نظری ایک ایسی شے ہے جو محبت سے مزید پیدا ہوتی ہے لیکن ایسی فنا جو در حقیقت بہانہ فنا کا ہو اور ایک جدید وجود کے پیدا کرنے کا باعث بنے کہ میں ہی ہوں یہ ٹھیک نہیں ہے۔

جن لوگوں میں تقویٰ اور ادب ہے اور جنہوں نے لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ پر قدم مارا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ وجودی نے جو قدم مارا ہے وہ حد ادب سے بڑھ کر ہے بیسیوں کتابیں ان لوگوں نے لکھی ہیں مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی وجودی اسبات کا جواب دے سکتا ہے کہ **واقعی وجودی میں خدا ہے۔** یا تصور ہے؟ اگر خدا ہی ہے تو کیا یہ ضعف اور یہ کمزوریاں جو آئے دن عاید حال رہتی ہیں یہ خدا تعالیٰ کی صفات ہیں ذرا بچہ یا بیوی بیمار ہو جاوے تو کچھ نہیں بنتا اور سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جاوے؟ مگر خدا تعالیٰ چاہے تو شفا دے سکتا ہے۔ حالانکہ وجودی کے اختیار میں یہ امر نہیں ہے بعض وقت مالی ضعف اور افلاس ستاتا ہے بعض وقت گناہ اور فسق و فجور بے ذوقی اور بے شوقی کا موجب ہو جاتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ کے شامل حال بھی یہ امور ہوتے ہیں؟ اگر خدا ہے تو پھر تمام کے سارے کام کُنْ فَيَكُونُ سے ہونے چاہییں حالانکہ یہ قدم قدم پر عاجز اور محتاج ٹھوکر یں کھاتا ہے اسکو وجودی کی حالت پر کہ

خدا بھی بنا پھر اس سے کچھ نہ ہوا

پھر عجیب تر یہ ہے کہ یہ خدائی اسکو دوزخ سے نہیں بچا سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔

پس جب کوئی گناہ کیا تو اُس کا خمیازہ بھگتنے کے لیے جہنم میں جانا پڑا اور ساری خدائی باطل ہو گئی وجودی بھی اسبات کے قائل ہیں کہ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ۔ جبکہ وہاں بھی انسانیت کے مجسم بنے رہے تو پھر ایسی فضول بات کی حاجت ہی کیا ہے جس کا کوئی نتیجہ اور اثر ظاہر نہ ہوا۔؟

غرض یہ لوگ بڑے بیباک اور دلیر ہوتے ہیں اور چونکہ اس فرقہ کا نتیجہ اباحت اور بے قیدی ہے اس لیے یہ فرقہ بڑھتا جاتا ہے۔ لاہور جالندھر اور ہوشیار پور اضلاع میں اس فرقہ نے اپنا زہر بہت پھیلایا ہے۔ غور کر کے اس کے نتائج پر نظر کرو بجز اباحت کے اور کچھ معلوم نہیں دیتا یہ لوگ صوم و صلوٰۃ کے پابند نہیں اور ہو بھی نہیں سکتے کیونکہ خدا سے ڈرنا جس پر نجات کا مدار اور ایمان کا انحصار ہے وہ ان میں نہیں ہے بعض بالکل دہریوں کے رنگ میں ہیں۔

غرض میں سچ کہتا ہوں کہ یہ فتنہ بھی منجملہ ان فتنوں کے جو اسوقت پھیلے ہوئے ہیں ایک سخت فتنہ ہے جس نے فسق و فجور کا دریا چلا دیا ہے اور اباحت اور دہریت کے دروازوں کو کھول دیا ہے۔ اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسوقت زندہ ہوتے تو وہ ان کو دیکھ کر حیران ہوتے کہ یہ اسلام کہاں سے آیا۔ انسان کو کسی حالت میں مناسب نہیں ہے کہ وہ انسانیت کی حدود کو توڑ کر آگے نکل جاوے۔

کیا سچ کہا ہے

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ

غرض یہ فرقہ دق کی طرح ہے ایک شخص* الہ آباد میں تھا اُس نے مجھ سے خط و کتابت کی ایک دو مرتبہ کے خطوط کی آمد و رفت کے بعد وہ گالیوں اور بدزبانیوں پر اتر آیا۔ ان لوگوں میں تزکیہ نفس تو بڑی بات ہے عام اخلاقی حالت بھی اچھی نہیں ہوتی۔

اصل یہ ہے کہ اخلاق فاضلہ اور تزکیہ نفس کا مدار ہے تقویٰ اور خدا کا خوف جو بدقسمتی سے ان لوگوں میں نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ تو خود خدا بنے ہوئے ہوتے ہیں پس جب وہ انسانیت چھوڑ کر خدا بن گئے اور یہ ایک ثابت شدہ بات ہے کہ وہ خدا تو بن سکتے ہی نہیں پھر باقی یہی رہا کہ انسانیت چھوڑ کر شیطان بن گئے۔ اس لیے وہ بہت جلد برافروختہ ہو جاتے ہیں اور جہانتک ان لوگوں کے حالات کی تحقیق کرو گے انہیں اسلام کی پابندی ہرگز نہ ملے گی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ان میں صوم و صلوٰۃ کی پابندی نہیں ہوتی اس لیے کہ خشیت الٰہی نہیں ہوتی اور ہیبت اٹھ جاتی ہے آخر کار دہریوں کے ساتھ نشست و برخاست شروع کرتے ہیں اور حدود اللہ کو توڑ کر بے قید ہو جاتے ہیں غرض یہ بڑا ہی خطرناک زہر ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت بایزید بسطامی یا خواجہ جنید بغدادی یا سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے کلمات میں ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جنکو جاہل یا تو ان کو کفر کی طرف منسوب کرتا ہے یا ان کے اقوال کو فرقہ مناد وحدۃ وجود کے لیے حجت پکڑتا ہے جیسے سبحانی ما اعظم شانی اور انا الحق جبتی یہ ان کی غلط فہمی ہے جو وہ ان کے اقوال سے حجت پکڑتے ہیں اول تو یہ صحیح طور پر معلوم نہیں کہ ان کے منہ سے ایسے الفاظ نکلے بھی ہیں یا نہیں لیکن اگر ہم مان بھی لیں کہ واقعی انھوں نے ایسے الفاظ بیان فرمائے ہیں تو ایسے کلمات کا چشمہ عشق اور محبت ہے مثلاً ایک عاشق جوش محبت اور محویت عشق میں یہ کہہ سکتا ہے کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

باقی آئندہ

ان شاء اللہ تعالیٰ

نوٹ * [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سچی گواہی کا ایک اشتہار
اور علماء دیانت شعار سے استفسار

یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ظل رحمانی کے دعوے مسیح موعود کی نسبت ان دنوں میں دو گروہ ہو رہے ہیں۔

(۱) ایک تو وہ گروہ ہے جنہوں نے سنت اللہ کے موافق آپ کے دعوے کی نسبت ثبوت دیکھکر اور کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی شہادت پاکر اور آسمانی نشانوں اور ربانی تائیدوں کو بکثرت مشاہدہ کرکے اور صدی کا سر دیکھکر اور مفاسد عظیمہ موجودہ زمانہ حال کے مقابل ایسے ایک بزرگ مصلح کی ضرورت محسوس کرکے اور سچے مومنوں کی طرح تقوی سے کام لیکر حضرت ممدوح کے دعوے کو تسلیم کرلیا ہے۔

(۲) دوسرا وہ گروہ ہے جو بخل اور تعصب اور جہالت نے اس نعمت کے قبول کرنے سے ان کو محروم رکھا ہے جن کا حالات میں اسقدر چمکتے ہوئے نشانوں سے انہیں انکار ہے تو اب درحقیقت ان کے آگے کوئی اور دلیل پیش کرنا بے فائدہ ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دعوی تقوی اور خدا ترسی کے نسبت جسقدر ان کے پوشیدہ حالات تھے آج سب کھل گئے اور اب دوبارہ ان کو کوئی بات یاد دلانا درحقیقت اپنے وقت کو ضائع کرنا ہے مگر پھر بھی ایک طاقت ہمدردی بنی نوع جو فطرۃً انسان میں ودیعت ہے وہ نہیں چھوڑتی اور ہر ایک موقعہ پر جو کوئی بات ثابت ہوتی ہے وہ پیش کرنی پڑتی ہے خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے سو اس خیال سے آج میں پھر ایک ایسی سرگزشت بطور شہادت پیش کرتا ہوں جو ایک خدا ترس کے لیے قابل غور ہے اور وہ یہ ہے کہ مجھے خدا تعالی کی طرف سے محض فضل اور موہبت کے طور سے یہ انعام ملا ہوا ہے کہ میں ہر روز بلاناغہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم رویا میں زیارت کرتا ہوں اور آج کی تاریخ تک جو ۱۸ ستمبر ۱۹۰۱ء ہے ۶۳۷ چھ سو سینتیس مرتبہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو چکی ہے جس کا میں نے کتاب کے طور پر ایک روزنامچہ بنایا ہوا ہے۔ ان تمام رویا صالحہ میں جنکی کئی سو مرتبہ تک نوبت پہونچ گئی ہے بار بار بلکہ صدہا بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یقین دلایا ہے کہ مرزا غلام احمد درحقیقت مسیح موعود ہے اور یہ وہی موعود ہے جن کی آخر زمانہ میں آنے کی بشارت دی گئی تھی جو شخص انکو جھوٹا کہتا ہے وہ سچائی کو چھوڑتا ہے اور ان کے انکار کرنے والوں کا انجام انھیں لوگوں کے انجام کی مانند ہے جنہوں نے خدا کے مرسلوں اور نبیوں کا انکار کیا ہے۔ اس رویا کے سلسلہ کے ساتھ مجھے الہام بھی ہوتے ہیں جن کی ہزارہا تک نوبت پہونچی ہے۔ اگر یہ رویا ایک دفعہ کی بات ہوتی تو مخالف علماء کو اس بات کے کہنے کی گنجایش تھی کہ ان کے عقیدہ کے موافق رویا اور الہام ظنی ہے کیونکہ ایک دفعہ یا دو دفعہ یا تین دفعہ کی بات میں غلطی کا امکان ہے لیکن چونکہ صدہا دفعہ تک نوبت پہونچ چکی ہے اس لیے اس کو ایک ایسا تواتر حاصل ہو گیا ہے جس کو انکار کرنا تقوی سے بعید ہے دنیا کے سلسلہ کا تمام مدار نیک ظنی پر ہے اور مومن کی نسبت نیک ظنی کرنا ایک خاص حکم ہے اور اس موقعہ پر جو شخص خاندان نبوت میں سے ہو وہ اور بھی حق رکھتا ہے جو اس کی نسبت نیک ظنی کی جائے کیونکہ طینت پاک کے خمیر میں سے ہے اور پاک خون کی آمیزش اپنے اندر رکھتا ہے اور پھر جو شخص ایسے واقعات کو حلفاً بیان کرے وہ اور بھی اس لائق ہو جاتا ہے کہ اس کے بیان کو عزت اور اعتبار سے دیکھا جائے سو صاحبو میں مسلمان ہوں اور پھر قوم کا سید اور خاندان نبوت میں سے ہوں اور با ایں ہمہ خدا تعالے کے سامنے کھڑا ہو کر حلفاً بیان کرتا ہوں کہ مینے صدہا مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رویا میں دیکھا ہے اور آنجناب نے بار بار بلکہ سینکڑوں دفعہ مجھکو مخاطب کرکے فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو یہ دعوی کرتا ہے کہ مسیح موعود ہوں اس دعوی میں وہ سچا ہے اور وہ درحقیقت خدا تعالے کی طرف سے ہے اور اس کے منکر بڑی غلطی کر رہے ہیں اور محل مواخذہ میں ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ تمام سعادت ان کے قبول کرنے میں ہے اور تمام شقاوت ان کے رد کرنے میں ہے۔ اب صاحبو بتلاؤ کہ ان متواتر شہادتوں کو میں کیونکر قبول نہ کروں اور کونسی حجت شرعی ہے کہ ان کے قبول کرنے سے مجھکو روک سکے۔ میں یہ بھی حلفاً کہتا ہوں کہ اس تواتر نے اور صدہا مرتبہ کی رویت نے میرے پر یہ امر یقینی کر دیا ہے اور اب یہ میرے لیے بدیہی ہے جیسا کہ آفتاب۔ اب یہ اوباشانہ طرز ہوگا نہ تقوی کا کہ کوئی شخص اسقدر تواتر کا انکار کرے اور اسکو ان واقعات ظنیہ کا ہم وزن سمجھے جن کی نسبت ایک دفعہ کوئی خواب یا الہام ہو میں قبول کرتا ہوں کہ ایسے الہامی اخبار میں جو ایک دو دفعہ معلوم ہوں کوئی امر مشتبہ رہ جائے اور میں قبول کرتا ہوں کہ ایک دو مرتبہ کی رویا اگر کسی غلط تاویل کی وجہ سے صحیح نہ نکلے تو ممکن ہے اور کسی اس کی عذر خواہ ہے لیکن میں قبول نہیں کر سکتا کہ جن امور کی سچائی کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزارہا مرتبہ رویا میں شہادت دی ہو اور مسلسل طور پر ایک زمانہ دراز تک اس قسم کی رویا اور الہامات بارش کی طرح برستے رہے ہوں وہ سب باطل ہوں ایسا ہرگز ہو نہیں سکتا اور نہ کبھی ہوا اور نہ اس کی کوئی نظیر ہے اور وہ طبیعت ناپاک ہے اور وہ دل لعنتی ہے جس کے آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی یہ عزت ہے کہ صدہا مرتبہ کی زیارت کا حوالہ دیا جاتا ہے تب بھی وہ شیطانی توہمات میں اسکو داخل سمجھتا کر

صاحبو کیا میرے مقابل پر آپ کے پاس
کسی ایسے شخص کی کوئی نظیر بھی ہے جس
نے میری طرح نعوذ باللہ صدہا مرتبہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہو
اور آپ نے فرمایا ہو کہ نعوذ باللہ امامنا
حضرت اقدس مرزا صاحب قادیانی
کاذب اور دجال اور بے ایمان ہے۔ اگر
کوئی آپ کے پاس ایسی نظیر ہے تو فیصلہ
بہت سہل ہے کہ ایک جلسہ میں وہ شخص
بھی میرے مقابل پر ایسی قسم کھا کر اور
اپنے بیان کو موکد بحلف کرکے دکھلاوے

مصرعہ

تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ ہرگز
ممکن نہ ہوگا اور ایسا شخص مشرق اور
مغرب میں آپ کو نہیں ملے گا یہ سچ ہے
کہ رویا میں شیطانی وساوس بھی ہوتے
ہیں مگر میں قبول نہیں کرسکتا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے رویا کو دوسری ردی
سے مساوات ہے اور پھر جب کہ اس رویا
میں تواتر بھی ہے تو اس تواتر کو رد کردینا
کسی ملعون دل کا کام ہے نہ مسلمان کا۔ گو
وساوس کی آمیزش رویا میں ہوسکتی ہے
لیکن کثرت رویا سے یہ شبہ صاف ہو جاتا
ہے شیطانی سلسلہ لمبا نہیں ہوسکتا۔
شیطان جلد تر تھک جاتا ہے اور اپنے
حیلوں کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے لیکن وہ
پاک رویا اور پاک کشف جو کثرت سے
ہوتے ہیں اور تواتر تک پہونچے ہیں اور
کسی وقت اپنے سلسلہ کو ختم نہیں کرتے
اور نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ اور ہزارہا دفعہ
بے دخان نور کی طرح ظاہر ہو کر صاحب
رویا کو تسلی اور سکینت اور اطمینان بخشتے ہیں
وہ ضرور سچے ہوتے ہیں جو شہادت تواتر
سے ملتی ہے وہ بلاشبہ یقینی ہوتی ہے
اور میں اس رویا میں اکیلا بھی نہیں۔ مجھے
معلوم ہے کہ اس سلسلہ میں اور نیز خارج
سلسلہ میں ایسے بزرگ بھی ہیں جنھوں
نے بذریعہ رویا ہی تصدیق کی ہے جیسا کہ
گلاب شاہ نے متعلق لودھیانہ
میں ہمارے حضرت اقدس کے دعوے سے
تیس برس پہلے میاں **کریم بخش** جمالپوری
کے روبرو گواہی دی تھی کہ **مسیح موعود**
قادیان میں پیدا ہو گیا ہے اس کا نام

غلام احمد

ہے وہ لودھیانہ میں بھی آئے گا سو لوگ
اس کا سخت انکار کریں گے انکار تو بہت ہوگا

مگر درحقیقت

مسیح موعود

وہی ہے اور

عیسیٰ نبی فوت ہوچکا ہے

غور کے لائق ہے کہ کس قدر مرتبہ کی گواہی
ہے کہ حضرت مسیح موعود کے دعوے سے

تیس برس پہلے کی ہے

ایسا ہی

پیر صاحب العلم

جس کا ایک لاکھ مرید ہے ہزارہا انسانوں کے
روبرو یہی گواہی دے کر مر گئے کہ مجھے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مرزا غلام
احمد خدا کی طرف سے ہے اور سچا ہے۔ اب
اے مولوی صاحبان میری نسبت آپ کا کیا
فتویٰ ہے۔ کیا میرے لیے ضروری نہیں کہ
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرتبہ کی گواہی
کو قبول کروں اگر آپ لوگ چاہیں تو سمجھ سکتے
ہیں کہ جھوٹ پر انسان کبھی اس قدر اصرار نہیں
کرسکتا جسقدر میں کر رہا ہوں کیا میں اس پیرانہ
سالی میں کہ ساٹھ سال کے قریب پہنچا ہوں
اور مدت سے امراض خطرناک دامنگیر ہیں
ہر روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ
بولتا ہوں اور کیا میں ایک لعنتی زندگی کی
اس کمی سے بیخوف اور گستاخ ہوں جو جھوٹ
پر سخت اصرار کرنے سے اور بالخصوص حضرت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھنے
سے ایک دروغگو کی جان اور آبرو اور اہل
وعیال پر کر سکتی ہے اور کیا مسلمانوں میں
اس کی کوئی نظیر ہے کہ کوئی اپنی موت کو اس حالت
پیرانہ سالی اور ہجوم امراض اعراض میں فراموش
کرکے ہر روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
پر جھوٹ بولا کرے میں تو جانتا ہوں کہ
اس قدر بدظنی میں بڑھا ہوا خیال انھیں
لوگوں کے منہ سے نکل سکتا ہے جن کی
طینت میں خبث اور فطرت میں بدگوہری
ہے دروغگو ایک حد پر آکر تھک جاتا ہے
فتفکروا وتذکروا وتنبہوا
توجروا۔

المشتہر سید امیر علی شاہ
ساکن سیداں والی ضلع سیالکوٹ
حال وارد قادیان ضلع گورداسپور
۱۸ ستمبر ۱۹۰۱ء

کیا آدمی بغیر ہوا کے زندہ رہ سکتے ہیں

ایک عالم و فاضل برٹش سائنسدان کی رائے ہے کہ آیندہ
پانچ صدیوں میں آکسیجن ہوا کی مقدار بالکل ختم ہو جائیگی جو
انسانی زندگی کا بہت بڑا مدار ہے۔ علاوہ اسکے عام سائنس
دانوں کا خیال ہے کہ ہوائی کرہ میں آکسیجن کی مقدار بتدریج گھٹتی
جاتی ہے۔ ہر ایک برتن اور ہر ایک دیا سلائی جو جلائی جاتی
ہے۔ وہ غیر ہوائی ہوا کی ایک بڑی مقدار جذب کرتی ہے جس
طرح آکسیجن کم ہونے کے ساتھ ساتھ موسم سرما کی تیزی بڑھتی
جائیگی اور حرارت کہیں دیر ہوا میں پیدا ہو کر جائیگی بخارات
زمین سے اٹھکر آفتاب کو ڈھانپ لیا کرینگے پھر ضرور ہے کہ
پھول پھل اور درختوں کو نشوونما پائیں گی۔ نباتات
پھر موسم کو صاف کرینگی ورنہ افسردہ حیوانی زندگی بہت تنگ
ہو جائیگی۔ مگر یہ مسئلہ بہت بعد انقلاب ہوگا۔ آکسیجن کی
کمی کے باعث لوگوں کو بہت بھاری تکلیف ہوگی اور سانس
بڑھ جائیگی کیونکہ وہ زندہ رہنے کی کوشش کرینگے۔ لوگوں کی جان تو لیکن
اسکا بہت بھاری اثر پڑیگا کیونکہ جسمانی محنت مشقت
کرنے میں آکسیجن کا بڑا حصہ خرچ ہوتا ہے۔ بڑی بڑی آبادی
بستی کو ہوا میں تبدیلی کے اثر سے اور بستیوں کا روپیہ
ان لوگوں کے ہجوم رہینگے جو کمی یا تنگ دستی میں تبدیل کرنیکی
کوشش کرینگے۔ لوگ نہایت بیحد خفیف الحرکت ہو جائینگے
حتیٰ کہ موت سی تشکیل ہوگی۔ جہالت کے عوض ترقی تجارت
صنعت اور تعلیم کی دنیا میں لوگ کو بچا نہیں کی پیشینگوئیاں
جائیگی۔ بڑی بڑی مچھلیاں سمجھ آب ہو تو بجلی و برقی
وریعوں میں چھپ جائیگے اور تمام ازہ قصہ کی حیوان انسان
کے مرنے کے پہلے بچ کر چلے گئے سخت مزاج انسانی نسلوں کو
زیادہ عرصہ تک زندہ رہینگے مگر آخری انجام ہوگا
دیکھو سکر کو بچانہ سکیں گے اور وہ حیوانی قد کم سا ہو جائینگے

ڈائری

حضرت امام علیہ السلام

مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب

۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء

سید عبد اللہ صاحب عرب نے سوال کیا کہ میں اپنے ملک عرب میں جاتا ہوں وہاں میں اُن لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں۔

فرمایا مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔

عرب صاحب نے عرض کیا وہ لوگ حضور کے حالات سے واقف نہیں ہیں اور ان کو تبلیغ نہیں ہوئی۔

فرمایا اُن کو پہلے تبلیغ کر دینا پھر یا وہ مصدق ہو جائیں گے یا مکذب۔

عرب صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کے لوگ بہت سخت ہیں اور ہماری قوم **شیعہ** ہے۔

فرمایا تم خدا کے بنو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس کا معاملہ صاف ہو جائے اللہ تعالیٰ آپ اُس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے۔

فرمایا آج کل تمام مذاہب کے لوگ جوش میں ہیں **عیسائی** کہتے ہیں کہ اب ساری دنیا میں بر صلیب عیسوی پھیل جائے گا۔ **برہمو** کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں برہموؤں کا مذہب پھیل جائیگا اور **آریہ** کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب سب پر غالب آ جائے گا۔ مگر یہ سب جھوٹ کہتے ہیں خدا تعالیٰ ان میں کسی کے ساتھ نہیں اب دنیا میں **اسلام** کا مذہب پھیلے گا اور باقی سب مذاہب اس کے آگے ذلیل اور حقیر ہو جائیں گے۔

فرمایا جو بات ہماری سمجھ میں نہ آوے یا کوئی مشکل پیش آ وے تو ہمارا طریق ہے کہ ہم تمام فکر کو چھوڑ کر صرف دعا میں اور تضرع میں مصروف ہو جاتے ہیں تب وہ بات حل ہو جاتی ہے۔

فرمایا افسوس ہے کہ لوگ جوش اور سرگرمی کے ساتھ قرآن شریف کیطرف توجہ نہیں کرتے۔ جیسا کہ دنیا دار اپنی دنیا داری پر یا ایک شاعر اپنے اشعار پر غور کرتا ہے ویسا بھی قرآن شریف پر غور نہیں کیا جاتا۔ بٹالہ میں ایک شاعر مقاش کا ایک دیوان ہے اُس نے ایک دفعہ ایک مصرعہ کہا ؏

صبا خر سندہ گردد بہ روئے گل نگہ کردن

مگر دوسرا مصرعہ اُسکو نہ آیا۔ دوسرے مصرعہ کی تلاش میں برابر چھ مہینے سرگردان و حیران پھرتا رہا۔ بالآخر ایک دن ایک بزاز کی دوکان پر کپڑا خریدنے گیا۔ بزاز نے کئی تھان کپڑوں کے نکالے پر اسکو کوئی پسند نہ آیا۔ آخر بغیر کچھ خریدنے کے جب اُٹھ کھڑا ہوا تو بزاز ناراض ہوا اور کہا کہ تم نے اتنے تھان کھلوائے اور بیفائدہ تکلیف دی۔ اسپر اسکو دوسرا مصرعہ سوجھ گیا اور اپنا شعر اسطرح سے پورا کیا۔

شعر

صبا شرمندہ می گردد بروئے گل نگہ کردن
کہ رخت غنچہ را واکرد و نتوانست تہ کردن

جسقدر محنت اُس نے ایک مصرعہ کے لیے اُٹھائی اتنی محنت اب لوگ ایک آیت قرآنی کے سمجھنے کے لیے نہیں اُٹھاتے۔ قرآن جواہرات کی تھیلی ہے اور لوگ اُس سے بے خبر ہیں۔

جو خبر امیر کابل کی سلطان المعظم کو ایک مرصع قرآن شریف بھیجنے اور سلطان المعظم کے ہیں لاکھ روپیہ عطیہ اور پھر امیر صاحب کا اسکو حجاز ریلوے میں دیدینے کے متعلق لاہور کے انگریزی اخبار سے نقل ہو کر اردو اخبارات نے شائع کی تھی وہ آخر ایک گپ ثابت ہوئی۔ کابل میں جب ان خبروں کا خلاصہ امیر صاحب کے سامنے پیش ہوا تو وہ اپنی ہنسی کو روک نہ سکے۔

مختصر نوٹ اور نکات

دہریت نما نیچریت کے پھیلنے کی وجہ یہ ہے کہ جو شیطانی حملے الحاد کے زہر سے بھرے ہوئے علوم طبعی۔ فلسفی۔ یا ہیئت دانوں کی طرف سے اسلام پر کیے جاتے ہیں اُن کا مقابلہ کرنے کے لیے یا اُن کا جواب دینے کے واسطے اسلام اور آسمانی نور کو عاجز سمجھکر عقلی ڈھکوسلوں اور فرضی اور قیاسی دلائل کو کام میں لایا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ویسے مجیب قرآن مجید کے مقاصد اور مطالب سے دور جا پڑتے ہیں اور ایک چھپا ہوا الحاد کا پردہ اپنے اوپر ڈال لیتے ہیں جو ایک وقت آکر اگر اللہ تعالےٰ اپنا فضل نہ کرے دہریت کا لباس پہن لیتا ہے اور وہی رنگ دل کو دیدیتا ہے جس سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ پس آج کل کے مغربی زہروں کے بچنے کے لیے قرآن کریم بجائے خود ہی ایک تریاق ہے جو دعا۔ تقوی۔ اور مجاہدہ اور کسی پاک صحبت میں رہنے سے حاصل ہوتا ہے اس ہتھیار کو لے کر اگر میدان میں نکلو گے تو یقیناً فتح تمہارے شامل حال ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہمیں یہ ملتی ہے کہ جب یہ مسلم بات ہے کہ انسان کی گفتگو اگر سچے دل سے نہ ہو اور عملی اور قدسی قوت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی اور جسقدر سچائی کا نور اور عملی اور قدسی قوت کا اُس میں زور ہوگا اُسی قدر وہ موثر اور نتیجہ خیز ہوگی اب جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئی ہے اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ہے۔ آپ پورے معنوں میں کامیاب اور بامراد اُٹھے ہیں بالمقابل مسیح علیہ السلام کی جسقدر ناکامیاں انجیل سے ثابت ہوتی ہیں وہ مسیح کو خدا تو کجا

بھی ثابت کرنے کے لیے بھی کافی نہیں پھر عیسائی کس منہ سے مسیح کا مقابلہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں

پیرانہ سالی دو قسم کی ہوتی ہے ایک طبعی دوسرے غیر طبعی۔ طبعی تو وہ ہے جب انسان پر نقص فی الخلق کا زمانہ واقعی آجاتا ہے جبکہ سب اعضا یکے بعد دیگرے اپنے کام سے عاری اور قریب بہ تعطل ہو جاتے ہیں اور غیر طبعی وہ ہے کہ جب انسان امراض لاحقہ کا فکر نہ کرے تو وہ انسان کو کمزور کرکے قبل از وقت پیرانہ سالی کا نمونہ بنا دیں اسی طرح پھر اگر انسان اپنے اخلاق فاسدہ کو اخلاق فاضلہ اور خصائل حسنہ سے تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو قسم قسم کی بداخلاقیاں اس کی روحانیت کو یوماً فیوماً کمزور کرتی چلی جاتی ہیں یہانتک کہ ہلاک کر ڈالتی ہیں۔

یہ بات ثابت شدہ صداقت ہے کہ ہر مرض کی دوا ضرور ہے لیکن اگر کسل اور سستی انسان پر غالب آجاوے پھر ہلاکت ہی نتیجہ ہوگا۔ اس لیے مومن کو کبھی سست نہیں ہونا چاہیے لیے مجاہدہ اور دعا سے کام لینا ضروری ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا اٹل قانون ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم یعنی خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت نہ بدل لے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی لا تبدیل سنت ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔

توبہ حصول اخلاق کے لیے بڑی محرک اور مؤید چیز ہے اور انسان کو کامل بنا دیتی ہے یاد رکھنا چاہیے کہ توبہ کی تکمیل کے لیے تین شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) اول اقلاع یعنی ان خیالات فاسدہ کو دور کرے جو خصائل ردیہ کے موجب ہیں پھر حکم ہر فعل عمل میں آنے سے پیشتر ایک تصوری صورت رکھتا ہے اس لیے پہلی شرط یہی ہے کہ ان خیالات فاسدہ اور تصورات بد کو چھوڑ دے۔

(۲) دوسری شرط **ندامت** ہے یعنی گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ **عزم** ہو یعنی آئندہ کے لیے ارادہ کرے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا اور جب وہ مداومت کرے گا تو خدا تعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق دے گا۔ یہانتک کہ سیئات کی جگہ حسنات لے لیں گی۔ ہر ایک جو چاہتا ہے کہ خدا کے حضور توبہ کرے اسے چاہیے کہ ان شرائط کو مدنظر رکھے

قوم کو قوم بنانے کے واسطے شہر دلیر اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں ہوتے بلکہ ضرورت ہوتی ہے ان لوگوں کی جو تبدیل اخلاق پر قدرت رکھتے ہوں کیونکہ حقیقی قوت اور دلیری یہی ہے کہ انسان تبدیل اخلاق کر سکے اور خصائل ردیہ پر فتح پا سکے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ قرآن اور حدیث کا پڑھ لینا اور اپنے خیال میں بعض نیکیاں کر لینی ہی تمام مدارج سعادت کے حصول کا موجب ہیں اور صادقین کی صحبت کی چنداں ضرورت نہیں ہم کہتے ہیں کہ ایسا خیال قرآن کریم کی تعلیم صریح کے مخالف ہے کیونکہ وہاں تو صاف لکھا ہے کونوا مع الصادقین صادق وہ ہوتا ہے جو صدق کو علی وجہ البصیرت شناخت کرے اور پھر اس پر دل و جان سے قائم ہو اور یہ اعلیٰ درجہ بصیرت کا بجز اس کے ممکن نہیں ہے کہ سماوی تائیدات شامل حال ہو کر اعلیٰ مرتبہ یقین کا حاصل ہو۔ ان معنوں کے لحاظ سے کامل صادق انبیاء و اولیا محدث ہوتے ہیں جن پر آسمانی روشنی پڑتی ہے اور جو خدا تعالیٰ کو اسی جہان میں یقین کی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔

اس حکم سے یہ بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ کبھی کوئی زمانہ صادق کے وجود سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ کونوا مع الصادقین کا حکم دائمی ہے جو دوام وجود صادق کو مستلزم ہے۔

یہ زمانہ (جس میں ہم ہیں) وجود صادق سے اس آیت کے اشارہ کے موافق خالی نہیں اور ہرگز نہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ اور فرستادہ بندہ کو

مسیح موعود

کے نام سے دنیا میں بھیجا تاکہ وہ حق کے طلبگاروں کو **نجات** کی راہ سے آگاہ کرے اور اپنے وجود سے خدا تعالیٰ کی ہستی پر اطلاع بخشے اور اپنے نفوس قدسیہ سے ایک خارق عادت تبدیلی کر دکھائے۔

نیک ظنی انسان میں ایک فطرتی قوت ہے اور جب تک بدظنی کے غالب وجوہ پیدا نہ ہوں اس وقت تک اس قوت کو استعمال میں لانا انسان کا طبعی خاصہ ہونا چاہیے۔ اور اگر کوئی شخص بلا وجہ معقول اس قوت کو چھوڑ کر بدظنی کرنے کی عادت پکڑتا ہے تو ایسے انسان کو مجنون یا مسلوب الحواس کہنا پڑے گا۔

جبکہ یہ بات سچی ہے تو پھر ہمارے مخالف ہمیں بتائیں کہ باوجودیکہ اس فطرتی قوت کا منشا بھی حسن ظن ہی ہونا چاہیے تھا اور قرآن شریف کے حکم کے موافق بھی حسن ظن ہی ضروری تھا پھر ان کی عقل پر یہ پتھر کیا پڑے کہ انھوں نے خدا کے مامور اور برگزیدہ کی آواز سنتے ہی کذاب مکار کہنا شروع کر دیا۔ اگر ان کی دانش و فراست میں فرق نہیں ؟ اگر ان کی یہ قوت حسن ظن اپنی ہی کرتوتوں سے ضائع اور زائل نہیں ہو چکی ؟ تو چاہیے تھا کہ وہ اپنی زبانوں اور قلموں کو روکتے اور صبر اور خدا ترسی سے اس کی باتوں کو سنتے اور اس کے انجام کا انتظار کرتے چونکہ انھوں نے ایسا نہیں کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کے فطرتی قویٰ جن میں نیکیوں کی قوت ودیعت رکھی گئی تھی مردہ ہو چکے ہیں

آداب الرسول

یہ ایک خطبہ کا حاصل مطلب ہے جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک جمعہ میں عرصہ ہوا پڑھا تھا
(ایڈیٹر)

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا آہ

اس سورہ شریفہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کس طرح اس شخص کا ادب کرنا چاہیے جو خدا تعالے کی طرف سے مامور اور مرسل ہو کر آتا ہے۔

یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ہر محفل و مجلس کے لیے کچھ آداب اور مراتب ہوتے ہیں جو شخص ان آداب اور مراتب کی نگہداشت نہیں کرتا ہے اسکو اس مجلس سے ذلیل اور خوار ہو کر الگ ہونا پڑتا ہے یا کم از کم یہ کہ وہ ان مفاد اور منافع سے محروم رہ جاتا ہے جو بصورت نگہداشت آداب ضرور مل سکتے ہیں۔

جن لوگوں نے علم اخلاق پر کتابیں لکھی ہیں انھوں نے انسان کی روزمرہ کی ضروریات تک ادب لکھے ہیں اور بڑی بڑی بحثوں میں ان پر طبع آزمائی کی ہے جیسے جسمانی نظام میں آداب اور مراتب کا ایک سلسلہ ہے اسی طرح روحانی نظام بھی اس سے خالی نہیں بلکہ بہت بڑی وسعت اسکو دی گئی ہے اور سچ پوچھو تو

خدا تعالیٰ کا راستہ ادب ہی ادب ہے

جس نے ادب اختیار کیا اپنی جان کو مردہ کیا اور اپنے تئیں لا شے محض سمجھا اس نے سب کچھ بہت کچھ پا لیا مگر جس نے اپنے تئیں سمجھا اس نے کچھ بھی نہ پایا۔ اس میں ذرہ بھی شک نہیں ہے کہ جسقدر عقلمند ہو اپنی ہمہ دانی یا فقہ یا منطق یا دیگر علوم آلیہ مادیہ پر ہوگا اسیقدر حرمان نصیب ہوگا جب تک انسان اس طرح اپنے دل کو گریہ اور کھود کرید نہ دیکھے جیسے ایک کنواں کھودنے والا کھودتے کھودتے گزوں تک نیچے کھودتا ہوا چلا جاتا ہے تب پانی دیکھتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح اگر دل کو کھود کر اس خس و خاشاک کو دور نہیں کرتا جو تکبر اور انانیت کے رنگ میں اس پر جمع ہوئے ہیں وہ اس مصفا چشمہ کو نہیں پا سکتا جو خدا سے آتا ہے۔

غرض

بات دور چلی جاتی ہے میرا اصل مطلب اور منشا یہ ہے کہ چونکہ ہم لوگوں کو خدا تعالے کے ایک **مامور اور مرسل** کے حضور بیٹھنے کا شرف ملا ہے ایسے یہ ضروری امر ہے کہ اس **خدا نما مجلس** کے آداب سے ہم اول آگاہ ہوں جب تک ان آداب اور مراتب پر ہمیں نگاہ نہ ہو ہم سچا استفادہ نہیں کر سکتے۔

چونکہ

دل کی راہ ایک ایسی باریک راہ ہے کہ اسپر ہم کوئی پل نہیں بنا سکتے ان خارجی اسباب سے مدد نہیں لے سکتے جو ارضی راہوں کے صاف کرنے کے لیے کام آ سکتے ہیں جیسے انگریز دریاؤں پر پل باندھ دیتے ہیں پہاڑوں کو کھود کر راہیں نکال دیتے ہیں وغیرہ

اس لیے

یہ ضروری امر ہے کہ آداب الرسول کے متعلق ہم اپنی تراشیدہ باتوں پر ناز اور فخر نہ کریں بلکہ ہمیں وہ راہ اختیار کریں جو مولا کریم نے اپنی کتاب کے ذریعہ ہمیں بتائی ہے۔ یہ بڑی غلطی ہوگی اگر ہم اپنی محدود جگہ جگہ پر ٹھوکر کھانے والی عقل و دانش پر ناز کریں ایک طرف خدا کا مصلح خدا نے جس کے سینہ کو چاک کر کے ہر ایک قسم کی آلایش سے پاک کیا اور جس کے دل کو اپنا عرش بنایا اور خود اس میں سکونت اختیار کی دوسری طرف غلطی پر غلطی کھانے والا قدم قدم پر ٹھوکر کھانے والا پر جوش دست و پائے نہ رکھنے والا انسان ان دونوں کا مقابلہ کیونکر ہو۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

پھر اگر وہ اپنی عقل پر بھروسہ کر کے ایک مطہر و مزکی انسان کی کسی حرکت اور معاشرت پر مثلاً نماز میں جلدی کرنے یا دیر کرنے یا جمع کرنے یا اور اسی قسم کی کسی بات پر نکتہ چینی اور اعتراض کرے تو فی الفور مارا گیا۔

ان

ساری لغزشوں اور ٹھوکروں سے بچانے کے لیے آداب الرسول کا علم ہونا ضروری ہے۔ خدا نے بڑا فضل اور رحم کیا ہے کہ مسلمانوں پر کہ اپنی طرف سے ان امور پر کسی ایجاد کی ضرورت نہیں۔ یہ کامل کتاب بجائے خود تمام ضرورتوں کی کفیل ہے۔ اس سورہ شریفہ میں جس کو میں نے ابھی پڑھا ہے اس عقیدہ کو بخوبی حل کیا گیا ہے۔ میرے نزدیک ہر نفس کی راہ کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی دروازہ نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول نمونہ ہیں اور پھر آپ کے بعد آپ کی گدی پر بیٹھنے والا خدا کا **مامور و مرسل جری اللہ فی حلل الانبیاء** کا مخاطب احمد محمد مہدی عیسی موسی ابراہیم داؤد کا مصداق اور انبیاء علیہم السلام کا خلاصہ

مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

غرض

خدا تعالے ان آیات میں مومنوں کو یوں مخاطب کر کے فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ و اتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی و لا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون۔ ان الذین

یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ و اجر عظیم

ایمان والو! اللہ و رسول کے آگے مت بڑھو (تمھاری ہستی ہی کیا ہے؟ اس کا بچاؤ کرو ایسا نہ ہو غضب آجاوے) اسلیے تقوی اختیار کرو (اللہ سے ڈرو) اللہ سنتا اور جانتا ہے ایمان والو! نبی کی آواز پر اپنی آوازوں کو مت بڑھاؤ اور اسکو ایسے طریق اور لب و لہجہ سے نہ پکارو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے (یاد رکھو جب تک ہر ایک بات میں عظمت بزرگی اور ہیبت نہ ہوگی اس کی سچی پیروی کی توفیق نہیں ملیگی) اور اندیشہ ہے کہ تمھارے اعمال نیست و نابود ہو جائیں اور تمھیں خبر تک بھی نہ ہو۔ وہ لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی آوازوں کو نیچا کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالے نے تقوی کے لیے پرکھ لیا ہے اور ان کے لیے مغفرۃ اور بڑے بڑے اجر ہیں۔

جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا ہے ان آیات میں اللہ تعالے نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور بیٹھنے والوں کو ان آداب اور مراتب سے آگاہ کیا ہے جنپر کاربند ہو کر وہ تقوی کی راہیں سیکھ سکتی ہیں قبولیت دعا کی حالت حاصل کر سکتے ہیں علوم حقہ کے وارث ہو سکتے ہیں اور سب سے بڑھکر یہ کہ جس سے مغفرت اور اجر عظیم حاصل ہو۔ اور اعمال حبط ہونے سے بچ جائیں۔

اور یہ بھی تعلیم دی ہے کہ اگر ان آداب اور مراتب کا لحاظ نہ رکھا جائے تو وہ دکھ ہلا دینے والا خوفناک اثر یا نتیجہ پیدا ہوگا کہ اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

قرآن شریف نے جو یہ آداب بتائے اور یہ مقدس تعلیم پیش کی اور اسکے نتائج بتائے یہ صرف خیالی اور فرضی باتیں نہیں ہیں بلکہ یہ ایسی واضح اور بین امور ہیں جو ایک تجربہ کے بعد صحیح ثابت ہو چکے ہیں۔ جو لوگ عرب اور اہل عرب کی تاریخ سے مذاق اور دلچسپی رکھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ جنگ جو قوم وہ کسی کی بات نہ ماننے والے صحرانشین بدوی جو کل تمدن تو درکنار الگ تھلگ رہتے تھے اور جو اپنی بات منوائے بغیر نہ ٹلتے تھے انھوں نے جب آداب اور مراتب کو ملحوظ رکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کیا ان کی حالت کیسی بدل گئی ان کی بدیاں نیکیوں سے تبدیل ہو گئیں اور وہ جو متروک اور مہجور قوم کہلاتی تھی وہ نہ صرف دنیوی طور پر تہذیب و شایستگی کی استاد مانی گئی بلکہ اس کی فتوحات نے دنیا کو گھیر لیا اس کے علوم کا سکہ ان ممالک میں بیٹھا اور ان قوموں کو اس کی شاگردی کا فخر حاصل ہوا جو آج اپنے خیال میں تہذیب اور شایستگی کے اعلی مدارج پر اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔

عرض

عرب کی حالت کا بدل دینا اور وحشیوں کو انسان اور پھر با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دینا اور دنیا کا اسکو تسلیم کر لینا ایک ایسا صحیح واقعہ ہے کہ اس کے ثبوت کے لیے ہمیں زیادہ کوشش کی ضرورت نہیں۔

تو

عرب کی حالت میں یہ تبدیلی محض نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ہوئی تھی اور ان آداب و مراتب کی نگہداشت سے جنکا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے اور جسکی تفسیر آج میں تمھیں سنا رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرنے کے بعد انھوں نے یہانتک ترقی کی اور وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت اور اتباع میں کچھ ایسے کھوئے گئے کہ ایک دفعہ مکہ والوں کی طرف سے مدینہ منورہ میں ایک ایلچی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آیا اُس نے آکر دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ آپ کے اسقدر نزدیک ہیں کہ اگر کوئی چھینٹ پانی کی آپ کے ہاتھ سے گرتی ہے تو اسکو زمین پر گرنے نہیں دیتے اور جب کلی یا تھوک پھینکتے ہیں تو لپک کر اُسے لے لیتے ہیں اور اپنے بدن پر مل لیتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ قریب تھا کہ باہم لڑ پڑتے آپ کے وضو کے پانی پر صحابہ کے دل میں آپ کی عظمت اور محبت کا یہ مشاہدہ کر کے وہ حیران رہ گیا اور واپس اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ اے قوم میں نے قیصر و کسری کے دربار بھی دیکھے ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا جو حال میں نے مشاہدہ کیا ہے اُس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ ممکن نہیں وہ کسی کے مقابلہ میں ڈر جاویں اور ہار جاویں۔

مصنوعی تہذیب اور خیالی شایستگی کے دعویدار ممکن ہے کہ صحابہ کرام کے اس فعل پر اعتراض کریں کہ تھوک کیا اور بدن پر مل لیا مگر بات یہ ہے کہ سطحی خیالات والے الہیات سے ناواقف اس راز کو نہیں سمجھ سکتے۔ یہ تو اُن فدائیوں اور عاشقوں کا کام ہے جو فنا فی الرسول کا مقام حاصل کر چکے تھے وہ اس تھوک کو تھوک قرار نہیں دیتے اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کا خدا تعالی سے ایک قوی تعلق ہو جاتا ہے اور وہ خدا تعالے میں ہو کر ایک موت اور ایک نئی زندگی پاتے ہیں۔ اللہ تعالے اُن کے نفس میں اُن کے لب و لہجہ میں اور آواز میں انکی ہر ایک بات میں اور ہر ادا میں ایک خاص قسم کا اقتدار اور برکت رکھ دیتا ہے یہانتک وحدت شہودی کے طور پر نہ کہ وحدت وجودی کے طور پر یہ کہنا درست اور صحیح ہوتا ہے کہ وہ دم وہ لب و لہجہ وہ تھوک وغیرہ اُسکا نہیں بلکہ خدا تعالے کا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف کے بعض مقامات سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسا ہی ثابت ہوتا ہے جیسا فرمایا وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی

یا

جیسے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ایسا ہی اور بہت سے مقامات سے یہ مضمون صراحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔

بہرحال

میری غرض اس بیان سے صرف یہ ہے کہ میں یہ دکھاؤں کہ **آداب الرسول** کی نگہداشت کرنے والوں کا عشق اور محبت اسدرجہ کمال تک پہونچ گیا تھا